شریعت کے مطابق

تشہد

کیسے پڑھنا چاہیے؟

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ

شریعت کے مطابق

تشہد

کیسے پڑھنا چاہیے؟

﴿تالیف﴾

سید محمد حسین زیدی برستی

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ

انتساب

اس کتاب کی طباعت میں برخوردار ڈاکٹر سید انتظار مہدی زیدی نے اپنے جد بزرگوار سید محمود حسن زیدی ولد سید مہدی حسن زیدی اور اپنی دادی سیدہ آفتاب دختر سید ریاض حسین زیدی کی ارواح کے ایصال ثواب کیلئے تعاون کیا ہے۔ خداوند تعالیٰ اُن کی توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائے اور مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

نام کتاب: شریعت کے مطابق **تشہد** کیسے پڑھنا چاہیے

مولف: سید محمد حسین زیدی برتی

اشاعت بار اول: ایک ہزار

کمپوزنگ: ڈاکٹر سید انتظار مہدی زیدی

اشاعت اول: اپریل 2005

مطبع: معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر: ادارہ نشرواشاعت حقائق الاسلام

نزد ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ

فہرست

پیش لفظ

اس بارے میں کہ نماز میں تشہد کس طرح پڑھنا چاہئے اہل تشیع کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چودہ سو سال سے بزرگ محدثین شیعہ۔ فقہائے شیعہ۔ مجتہدین شیعہ اور مراجع عالیقدر شیعیان جہاں نے پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ معصومینؑ سے صحیح اسناد کیساتھ جو تشہد اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے وہی سب پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن آج سے تقریباً تیس سال پہلے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے پاکستانی نمائندہ محمد حسنین ساجی نے ایک رسالہ میں نماز کے تشہد میں دو شہادتوں کے ساتھ تیسری شہادت ولایت کے پڑھنے کو لازمی قرار دیا اور وہ مبلغین مذہب شیخیہ جو ہمارے منبروں پر غالب آگئے ہوئے ہیں اور مجالس عزا کا استحصال کرتے ہوئے شیخی عقائد کو فضائل آل محمد کے عنوان سے بیان کر رہے ہیں نماز میں تشہد کی بات کو ہاتھوں ہاتھ لے اڑے اور اس کی اس طرح سے تبلیغ کی کہ جو کوئی نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ نہ پڑھے وہ حرامی ہے لہذا بہت سے کم علم بے خبر اور سادہ لوح شیعہ عوام ان کے فریب میں آگئے اور نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے لگ گئے۔ ہم نے پہلے بھی محمد حسنین ساجی کی کتاب "عبقریۃ الشیخ الاوحد کے جواب میں ایک کتاب "ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں" لکھی تھی اب تشہد کے سلسلہ میں انکی ایجاد کردہ بدعت کے خلاف یہ کتاب بھی ہمارا ان کے خلاف ایک قلمی جہاد ہے اور اس کا نام "شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے" رکھا ہے۔ لہذا میں اس کتاب کو مومنین کرام کے استفادہ کے لئے پیش کر کے ملتمس دعا ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

احقر سید محمد حسنین زیدی برستی

تمہید

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاھرین المعصومین. اما بعد فقد قال الحکیم فی کتابہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم. "من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحافلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون" (البقرہ.62)

ترجمہ:۔"جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لایا اور عمل صالح انجام دیتا رہا۔ تو انہی کے لئے ان کے رب کے پاس انکا اجر وثواب ہے۔(اور قیامت کے دن) نہ تو ان پر کسی قسم کا خوف (طاری ہوگا) اور نہ ہی وہ رنجیدہ وملول ہونگے"

اس آیت میں صرف دو باتوں پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا ہے۔ اور صرف انہی دو باتوں پر ایمان لانے اور صرف انہی دو باتوں کو عقیدہ کے طور پر اپنانے والے سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انکو ضرور اجر دے گا۔ نہ عدل الٰہی پر ایمان لانے کا ذکر کیا نہ نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا ذکر کیا، نہ امامت پر ایمان لانے کا ذکر کیا۔ بلکہ صرف اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے پر ہی اجر وثواب دینے کا ذمہ لے لیا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان دونوں عقائد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

لیکن ان دونوں باتوں پر صحیح ایمان کی صورت میں اجر وہ جس چیز کا دیگا وہ صرف اور صرف عمل صالح ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ دوسرے عقائد یعنی عدل ونبوت و امامت کا تعلق دوسرے جزو یعنی عمل صالح سے ہے۔ جس کی جزا اسے دے دی جائیگی اور جس کے بارے میں اس نے دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ:

"ھل تجزون الا ما کنتم تعملون". (النمل۔90)

ترجمہ "جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے کیا اس کے سوا بھی کوئی اور چیز ہے۔ جس کی تمہیں جزا دی جائیگی"۔

اور سورہ یٰسین میں صاف طور پر کہہ دیا کہ: "فالیوم لا تظلم نفس شیا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون" (یٰسین۔54)

ترجمہ۔"پس اس دن کسی بھی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور تم کو صرف اس عمل کا ہی بدلہ دیا جائیگا جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ آخرت میں جزا صحیح عقیدہ کے ساتھ صرف عمل صالح کی ہی ملے گی، اب عمل صالح کیا ہے؟ کیا ہر وہ عمل جو ہم اپنی مرضی سے انجام دیں وہ اللہ کے نزدیک عمل صالح ہے، یا جس عمل کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کا بجالانا اللہ کے نزدیک عمل صالح ہے۔

تو قرآن یہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عدل الٰہی کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے انبیاء ورسل کو بھیجا، تاکہ وہ اللہ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچائیں، اور اس کے اوامر ونواہی کو اس کے بندوں کے سامنے بیان کریں اور اس بات کا اعلان اس نے بنی آدم کے سامنے عالم ارواح میں ہی کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد ہوا،

"یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون، والذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون".

(الاعراف 36,35.)

ترجمہ۔"اے آدم کی اولاد جب تم ہی میں سے (ہمارے بھیجے ہوئے) پیغمبر تمہارے پاس آئیں۔ اور تم سے ہمارے احکام بیان کریں تو ان کی اطاعت کرنا۔ کیونکہ جو شخص خدا کی

نافرمانی نہ کرے گا اور جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے وہ بجالائیگا تو ایسے لوگوں کو نہ تو قیامت کے
دن کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ خاطر ہونگے۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلائیگا اور ان
سے سرتابی کریگا وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہینگے''

پھر جب آدمؑ کو خلق کرنے کے بعد جنت سے باہر بھیجا تو اس وقت یہ
ارشاد فرمایا کہ،

''قلنا اھبطوا منھا جمیعا، فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای
فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. (البقرہ۔38)

ترجمہ۔ (اور جب آدمؑ کو) ہم نے یہ حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے چلے جاؤ (تو یہ بھی
بتلا دیا تھا کہ) اب میرے پاس سے ہدایت دینے والے ہادی تمہارے پاس آیا کرینگے لہذا
اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت کرنے والے ہادی آئیں (تو انکی پیروی کرنا)
کیونکہ جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے ان کو قیامت کے دن نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی
وہ رنجیدہ خاطر ہونگے''۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص ان احکام پر عمل کریگا جو خدا نے ہادیان دین کے
ذریعے بھیجے، خدا صرف انہیں کو جزا دے گا اور جو ان احکام سے سرتابی کریگا اس کیلئے جہنم
ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ عدل الٰہی کا تقاضا ہے کہ وہ یہ بتلانے والے بھیجے کہ اس
کے نزدیک عمل صالح کیا ہے

پس اس سے عدل الٰہی اور انبیاؑ و رسل پر ایمان لانا واجب ہوا تا کہ ان کے
واسطے سے خداوندتعالیٰ نے جو احکام بھیجے ہیں ان پر عمل کر کے آخرت میں جزا کا مستحق بن
سکے۔ اور اس لئے خداوندتعالیٰ نے واضح طور پر یوں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

''یاایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ ان

اللہ سمیع علیم''
(الحجرات۔1)

ترجمہ۔ اے ایمان لانے والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ کی نافرمانی
سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سننے والا ہے (اس کو جو تم زبان سے کہتے ہو) اور جاننے والا ہے
(اس کو جو عمل تم انجام دیتے ہو)''۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ، کوئی امر
ونہی عمل میں نہ لاؤ اور کوئی کام اپنے دین کے کاموں میں سے نہ کرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے
۔ اور پیغمبرؐ اس کے کے۔ پس چاہیئے کہ عمل تمہارا یا تو موافق وحی کو ہو اور یا پیغمبرؐ کے فعل کے
مطابق ہو۔ (تفسیر عمدۃ البیان جلد 3 ص 278)

اس سے ثابت ہوا کہ ہمیں دین کے کاموں میں سے کوئی کام ایسا نہیں کرنا
چاہیے جس کے لئے وحی الٰہی اور عمل پیغمبرؐ کی سند نہ ہو۔ کیونکہ شریعت کا بنانا صرف اور صرف
خدا کا کام ہے اور پیغمبرؐ کا کام شریعت کا پہنچانا اور اس پر عمل کر کے دکھانا ہے اور آئمہ اطہارؑ کا
کام دین و شریعت کی حفاظت کرنا ہے۔

لہذا خدا کے نزدیک کوئی عمل صالح نہیں ہے مگر صرف وہی جس کا حکم اس نے
وحی کے ذریعے دیا ہے اور جسے پیغمبر گرامی اسلامؐ نے پہنچایا ہے اور عمل کر کے دکھایا ہے اور
جسکی آئمہ طاہرینؑ نے حفاظت کی ہے۔

نہ پیغمبر اکرمؐ نے اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا اور نہ ہی آئمہ طاہرینؑ
نے اس میں اپنی طرف سے کوئی چیز بڑھائی۔ پس جب تک پیغمبر اکرمؐ اس دنیائے ظاہری
میں زندہ رہے اس وقت تک صرف اور صرف انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور پیغمبر
اکرمؐ کے بعد آئمہ طاہرینؑ اپنے زمانہ میں دین و شریعت کے محافظ تھے۔ لہذا ان کے

نافرمانی نہ کرے گا اور جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے وہ بجالائیگا تو ایسے لوگوں کو نہ تو قیامت کے دن کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ خاطر ہونگے ۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلائیگا اور ان سے سرتابی کریگا وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہینگے''

پھر جب آدمؑ کو خلق کرنے کے بعد جنت سے باہر بھیجا تو اس وقت یہ ارشاد فرمایا کہ،

''قلنا اھبطوا منھا جمیعا ۔فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ (البقرہ۔38)

ترجمہ۔(اور جب آدمؑ کو) ہم نے یہ حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے چلے جاؤ (تو یہ بھی بتلادیا تھا کہ) اب میرے پاس سے ہدایت دینے والے ہادی تمہارے پاس آیا کرینگے لہذا اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت کرنے والے ہادی آئیں (تو انکی پیروی کرنا) کیونکہ جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے ان کو قیامت کے دن نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ خاطر ہونگے''۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص ان احکام پر عمل کریگا جو خدا نے ہادیان دین کے ذریعے بھیجے، خدا صرف انہیں کو جزا دے گا اور جو ان احکام سے سرتابی کریگا اس کیلئے جہنم ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ عدل الٰہی کا تقاضا ہے کہ وہ یہ بتلانے والے بھیجے کہ اس کے نزدیک عمل صالح کیا ہے

پس اس سے عدل الٰہی اور انبیاؑ و رسل پر ایمان لانا واجب ہوا تاکہ ان کے واسطے سے خداوند تعالٰی نے جو احکام بھیجے ہیں ان پر عمل کر کے آخرت میں جزا کا مستحق بن سکے۔ اور اس لئے خداوند تعالٰی نے واضح طور پر یوں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

''یاایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ ان

اللہ سمیع علیم''

(الحجرات۔1)

ترجمہ۔اے ایمان لانے والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سننے والا ہے (اس کو جو تم زبان سے کہتے ہو) اور جاننے والا ہے (اس کو جو عمل تم انجام دیتے ہو)''۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ، کوئی امر دینی عمل میں نہ لاؤ اور کوئی کام اپنے دین کے کاموں میں سے نہ کرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے ۔ اور پیغمبر اس کے کے۔ پس چاہیے کہ عمل تمہارا یا تو موافق وحی کو ہو اور یا پیغمبرؐ کے فعل کے مطابق ہو۔ (تفسیر عمدۃ البیان جلد 3 ص 278)

اس سے ثابت ہوا کہ ہمیں دین کے کاموں میں سے کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہیے جس کے لئے وحی الٰہی اور عمل پیغمبر کی سند نہ ہو۔ کیونکہ شریعت کا بنانا صرف اور صرف خدا کا کام ہے اور پیغمبر کا کام شریعت کا پہنچانا اور اس پر عمل کر کے دکھانا ہے اور آئمہ اطہارؑ کا کام دین و شریعت کی حفاظت کرنا ہے۔

لہذا خدا کے نزدیک کوئی عمل صالح نہیں ہے مگر صرف وہی جس کا حکم اس نے وحی کے ذریعے دیا ہے اور جسے پیغمبرِ گرامی اسلامؐ نے پہنچایا ہے اور عمل کر کے دکھایا ہے اور جسکی آئمہ طاہرینؑ نے حفاظت کی ہے۔

نہ پیغمبر اکرمؐ نے اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا اور نہ ہی آئمہ طاہرینؑ نے اس میں اپنی طرف سے کوئی چیز بڑھائی۔ پس جب تک پیغمبر اکرمؐ اس دنیائے ظاہری میں زندہ رہے اس وقت تک صرف اور صرف انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور پیغمبر اکرمؐ کے بعد آئمہ طاہرینؑ اپنے زمانہ میں دین و شریعت کے محافظ تھے۔ لہذا ان کے

زمانے میں بھی صرف اور صرف انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ امام زمانہ (عج) کے غیبت کبریٰ میں چلے جانے کے بعد ہم صحیح صحیح حکم خدا و رسول کیسے معلوم کریں اسی بات کو مختصر طور پر ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔

صحیح عمل کے لئے صحیح حکم خدا اور سول کا علم ضروری ہے

اب جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ عمل صالح صرف وہی عمل ہے جو وحی الٰہی اور حکم الٰہی اور حکم و عمل رسول کے مطابق ہو۔ اور خدا نے اسی پر عمل کرنے والے کو جزا دینے کا وعدہ کیا ہے۔

پس صحیح عمل کے لئے صحیح حکم خدا اور سول کا علم ہونا ضروری ہے۔ لہذا رسول اللہ کے زمانے میں ضروری تھا کی صحیح حکم خدا و رسول معلوم کرنے کے لئے رسول اللہ کی طرف رجوع کرے۔ لیکن چونکہ مملکت اسلامی کے ہر ہر شہر ہر ہر قریہ کے ہر ہر فرد کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ مدینہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکام شریعت معلوم کرنے کے لئے رجوع کر سکے لہذا حکم خدا ہوا کہ۔

"وما كان المومنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون"

(توبہ۔122)

ترجمہ۔ اور یہ بات بھی مناسب نہیں ہے کہ سب کے سب مومنین اپنے گھروں سے نکل پڑیں۔ پس ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت (اپنے گھروں سے کیوں نہیں نکلتی) تا کہ دین کا علم حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آوے تو انکو عذاب آخرت سے

ڈراوے تا کہ یہ لوگ حذر کریں"۔

اس سے ثابت ہوا کہ پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں بھی ہر ہر فرد ذاتا بالمشافہ طور پر پیغمبر اکرمؐ کی طرف علم دین کے حصول کے لیے رجوع نہیں کرتا تھا. بلکہ پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں بھی کچھ لوگ پیغمبر اکرمؐ سے احکام دین سیکھتے تھے اور اپنی قوم میں جا کر انہیں احکام دین سکھاتے تھے

امام جعفر صادقؑ کی طرف سے احکام خدا سے رجوع کا طریقہ

جس طرح پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں ہر ہر فرد ذاتا بالمشافہ طور پر پیغمبر اکرمؐ سے علم دین حاصل نہیں کرتا تھا بلکہ جو لوگ پیغمبر اکرمؐ سے احکام دین سیکھ کر جاتے تھے دوسرے لوگ ان سے سیکھتے تھے اسی طرح آئمہ طاہرینؑ کے زمانے میں ہوتا تھا۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ نے ایسے دو شخصوں کے بارے میں جنکا آپس میں تنازعہ ہو یہ دستور العمل دیا ہے کہ،

"قال ينظران الیٰ من كان منكم قدروى حديثنا ونظر فى حلالنا وحرامنا وعرف احكامنا فليرضوا به حكما فانى قد جعلته عليكم حكما. واذا حكم بحكمنا فلم يقبله فانما استخف بحكم الله وعلينا رد والراد علينا الراد على الله وهو على حد الشرك"۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص 74)

"امام جعفر صادق نے دو جھگڑنے والوں کے لئے یہ لائحہ عمل دیا کہ وہ اپنا جھگڑا اس شخص کے پاس لے جائیں جو ہماری حدیثوں کا راوی ہے اور ہماری بیان کردہ حلال و حرام پر اس کی نظر ہے اور وہ ہمارے احکام کا واقف و عارف ہو۔ پس وہ دونوں اس کے فیصلے پر راضی ہو جائیں کیونکہ میں نے اس کو تم پر حاکم مقرر کیا ہے۔ جب وہ قاضی و حاکم ہمارے حکم کے مطابق فیصلہ دے۔ اور کوئی شخص اس فیصلے کو تسلیم نہ کرے تو اس نے اللہ کے

حکم کی توہین کی ہے۔اور ہمارے حکم کو رد کیا ہے۔اور ہمارے حکم کو رد کرنے والا خدا کے حکم کو رد کرنے والا ہے اور یہ شرک فی الا طاعت ہے۔"

امام جعفر صادق کی فرمودہ اس حدیث میں جو بات خاص طور پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص سے رجوع کریں جو آپ کی احادیث کا راوی ہو۔آپ کے احکام حلال وحرام کی معرفت رکھتا ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ امام کا حکم اس بارے میں کیا ہے؟ اور وہ آپ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔لہذا اس سے ثابت ہوا کہ ایسے شخص کی شناخت ضروری ہے جو آپ کی احادیث کا راوی ہو جو آپ کے احکام کی معرفت رکھتا ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ حکم امام کیا ہے؟ اور وہ آپ کے حکم کے مطابق فتویٰ دے۔اور یہ بات بہت اہم ہے۔یعنی ایسا شخص نہ ہو کہ جس کو حکم امامؑ کی معرفت نہ ہو جو یہ نہ جانتا ہو کہ حکم کیا ہے۔کیونکہ امیر المومنینؑ کے ارشاد کے مطابق،

"وفی ایدی الناس حقاً و باطلاً وصدقاً و کذباً". (نہج البلاغہ)

"لوگوں کے ہاتھ میں حق بھی ہے اور باطل بھی سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی"

لوگوں کے ہاتھوں میں وہ احادیث بھی ہیں جو آئمہ اطہارؑ سے منقول ہیں اور وہ احادیث بھی جو پیغمبر اکرم اور آئمہ اطہارؑ کی طرف جھوٹ گھڑ کر منسوب کر دی گئی ہیں۔

امام حسن عسکریؑ کا حکم فقہا کی تقلید کے بارے میں

امام حسن عسکریؑ کا بھی ان کے احکام پر عمل کرنے کے لئے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم تھا کہ،

"فاما من کان من الفقهاء صائنا لنفسه ،حافظاً لدینه ،مخالفاً علی هواه ،متبعا لامر مولاه ،فللعوام ان یقلدوه". (احتجاج طبرسی)

"پس فقہا میں سے جو کوئی اپنے نفس کو بچانے والا ہو۔اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو اور اپنی خواہشات نفسانی کا مخالف ہو۔اور اپنے مولا و آقا یعنی امام کے حکم کی پیروی کرنے والا ہو۔یعنی وہی کچھ بیان کرے جو امامؑ نے بیان فرمایا ہے۔پس عوام کو چاہیے کہ امور دین میں انکی تقلید کرے"۔

اس حدیث کی رو سے ہر کسی کے کہنے پر عمل جائز نہیں ہے بلکہ وہ فقیہ ہو.اور وہ اپنے نفس کو حرص وطمع سے بچانے والا ہو.اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو.اپنے مولا یا آقا یعنی امام کے حکم کی پیروی کرنے والا ہو.اور وہ وہی کچھ بیان کرے جو واقعا امام نے فرمایا ہے.صرف ایسے فقیہ کی تقلید جائز ہے.

اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں بھی امام علیہ السلام نے ایسے فقہا کی تقلید کا حکم دے رکھا تھا.تا کہ جس شخص کی امام تک رسائی نہ ہو سکتی ہو وہ ان صفات کے حامل فقیہ کی تقلید کرتے ہوئے امور دین بجالائے.

امام زمانہ کی غیبت کبریٰ کے بعد کے لئے لائحہ عمل

اب تک کے بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں بھی امت کا ہر ہر فرد پیغمبر اکرمؐ کے پاس حاضر ہو کر بالمشافہ احکام حاصل نہیں کرتا تھا۔بلکہ ہر قوم سے آنے والے کچھ لوگ پیغمبر اکرم کی خدمت میں آ کر علم دین سیکھتے تھے اور وہ واپس جا کر اپنی قوم کو احکام شریعت کی تعلیم دیتے تھے۔آئمہ اطہارؑ کے زمانے میں بھی یہی دستور العمل رہا جیسا کہ امام جعفر صادق اور امام حسن عسکریؑ کی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

لہذا دیکھنا یہ ہے کہ امام زمانہ (عجہ) نے غیبت کبریٰ اختیار کرنے سے پہلے اپنے بعد کے لئے اپنے شیعوں کو کوئی دستور العمل دیا ہے یا نہیں جبکہ امام زمانہ (عجہ) غائب

ہیں اور مومنین کی ان تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ نے اپنے شیعوں کو بھٹکتے ہوئے نہیں چھوڑا بلکہ باقاعدہ دستور العمل دے کر غائب ہوئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ امام زمانہ (عجہ) نے فرمایا،

"اما الحوادث الواقعه فارجعوا الیٰ رواۃ احادیثنا فانهم حجتی علیکم وانا حجۃ الله" (احتجاج طبرسی)

"یعنی اب جو مسائل تمہیں پیش آئیں ان کے لئے تم ہماری احادیث کے روایت کرنے والوں کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تمہارے اوپر حجت ہیں اور میں اللہ کی طرف سے حجت ہوں"۔

وہ راویان اخبار کون ہیں جن سے پوچھنے کا حکم ہے

وہ راویان اخبار و حدیث جنہوں نے پیغمبر اکرمؐ سے احادیث سنی تھیں وہ بھی اب موجود نہیں ہیں اور وہ راویان اخبار جنہوں نے آئمہ اطہارؑ سے احادیث سنی تھیں وہ بھی اب موجود نہیں ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے ان راویان اخبار کو دیکھا تھا جنہوں نے اپنے کانوں سے آئمہ اطہارؑ سے احادیث سنی تھیں آئمہ اطہارؑ کے فرمان کے مطابق اس زمانے کے علماء ان راویان اخبار کی خدمت میں پہنچ کر ان سے امام کی اس حدیث کو اخذ کرتے تھے اور اپنے مجموعہ احادیث میں سلسلہ اسناد کے ساتھ اسے نقل کر لیتے تھے۔ کچھ راویان اخبار ایسے تھے جنہوں نے خود آئمہ اطہارؑ کو نہیں دیکھا تھا لیکن اس سے ان راویان اخبار نے بیان کیا تھا جنہوں نے امام سے وہ حدیث سنی تھی لہذا وہ اسے اس طرح بیان کرتا تھا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے اور ان سے بیان کیا فلاں نے اور اس سے بیان کیا فلاں نے اور اس سے بیان کیا امام محمد باقرؑ نے یا امام جعفر صادقؑ نے یا فلاں امام نے اور اس روایت کو اسی سلسلہ

سند کے ساتھ جمع کر لیا جاتا تھا اس طرح ان جامعین اخبار آئمہ اطہار نے جس سے بھی ملی جیسے بھی ملی اسی سلسلہ سند کے ساتھ نقل کر لیا اس طرح ہمارے مجموعہ احادیث میں کئی کتابیں معرض وجود میں آئیں اور ان میں سے معارض و متضاد روایات کو پرکھنے کے لئے راویان اخبار کے حالات پر مشتمل علم الرجال پر کئی کتابیں معرض وجود میں آئیں۔

اہل تشیع کی معروف کتب حدیث وفقہ

اسطرح راویان اخبار آئمہ اطہار سے جمع کردہ اہل تشیع کی احادیث میں چار کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ جن پر اہل تشیع کا احکام شریعت کے سلسلہ میں دارومدار ہے۔

نمبر 1۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی 329ھ کی اصول وفروع پر مشتمل کتاب "الکافی"۔
نمبر 2۔ شیخ صدوق متوفی 381ھ کی کتاب "من لا یحضره الفقیه"۔
نمبر 3۔ شیخ الطائفہ شیخ طوسی متوفی 460ھ کی کتاب "التهذیب"۔
نمبر 4۔ شیخ طوسی ہی کی دوسری کتاب "استبصار"۔

مذکورہ چاروں کتابیں اہل تشیع کی مستند و معتبر حدیث کی کتب ہیں جو کتب اربع کے نام سے معروف ہیں اور فقہ کے مسائل کے لئے اولین منابع اور قدیمی ماخذ ہیں اور جن شیعہ فقہا نے فقہ کی کتابیں مدون کی ہیں وہ ان ہی چاروں منابع اور ماخذوں سے اخذ کر کے تالیف وتصنیف کی ہیں۔ چنانچہ ان کتب حدیث سے اخذ کر کے فقہ میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں مشہور و معروف قدیمی کتب فقہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر 1۔ محقق حلی ابو القاسم نجم الدین ابو جعفر بن الحسن متوفی 676ھ کی کتاب "شرائع الاسلام"۔

نمبر 2۔ شہید اول ابو عبداللہ محمد بن شیخ جمال الدین مکی بن شمس الدین محمد الدمشقی شہادت 786ھ کی کتاب "لمعۃ الدمشقیہ"۔

نمبر 3۔ شہید ثانی زین الدین العاملی شہادت 965ھ کی کتاب "روضۃ البھیۃ شرح لمعۃ الدمشقیہ"۔

نمبر 4۔ فقیہ محدث عالم متبحر شیخ محمد بن حسن حر عاملی متوفی 1104ھ کی کتاب "وسائل الشیعہ"۔

نمبر 5 استاد الفقہاء آیت اللہ سید محمد کاظم بن سید عبدالعظیم یزدی متوفی 1337ھ کی کتاب "العروۃ الوثقی"۔

قارئین محترم اور مومنین کرام اہل تشیع کی مذکورہ احادیث کی چاروں کتابوں میں جو احادیث معصومین کے اولین منابع اور اولین ماخذ ہیں، ان میں سے کسی میں بھی نماز کے تشہد میں دو شہادتوں کے علاوہ تیسری شہادت کا کوئی ذکر و فکر اور کوئی نام و نشان نہیں ہے اور حدیث کی مذکورہ چاروں کتابیں 460ھ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔

اس طرح فقہ کی کتابوں میں مذکورہ پانچ مشہور و معروف کتابیں اہل تشیع کے فقہ کے اولین منابع اور اولین ماخذ ہیں، ان میں کسی میں بھی نماز کے تشہد میں دو شہادتوں کے علاوہ تیسری شہادت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جو سب کی سب 1337ھ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا تفصیلی بیان آگے چل کر نقل کیا جائیگا۔

امام کی غیبت کبریٰ کے زمانہ میں اہل تشیع کی شرعی ذمہ داری

ہم اس کتاب کے آغاز میں سورہ الحجرات کی پہلی آیت سے یہ ثابت کر آئے ہیں کہ ایک

سچے مسلمان اور آل محمد کے شیعہ کا فرض ہے یہ کہ وہ خدا کی وحی اور اس کے رسول کے حکم سے آگے قدم نہ بڑھائے۔ لہٰذا امام کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں قرآن و احادیث معصومین سے تحقیق کر کے یہ معلوم کرے کہ جو عمل وہ کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں صحیح حکم خدا و رسول کیا ہے اور یہ بات بھی ہم ثابت کر آئے ہیں کہ جزا صرف اس صحیح عمل کی ہی ملے گی جو حکم خدا و رسول کے مطابق ہوگا اور اوامر و نواہی میں متعارض روایات کی صورت میں علم الرجال کی روشنی میں یہ شناخت کرنے کا ملکہ حاصل کرنا پڑیگا کہ ان دونوں روایات میں فی الحقیقت پیغمبر اور امام کی فرمودہ صحیح روایت کونسی ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین کا ارشاد گرامی ہے کہ، "فی ایدی الناس حقاً و باطلاً و صدقاً و کذباً"۔ (نہج البلاغہ)

"یعنی لوگوں کے ہاتھ میں حق بھی ہے اور باطل بھی۔ سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی" لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی جدوجہد سے ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے جو صحیح احادیث اور صحیح حکم خدا و رسول کا پتہ دیتے ہیں صحیح حکم خدا و رسول معلوم کرے بالفاظ دیگر درجہ اجتہاد پر فائز ہو تو اسے بھی کسی کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بات سورہ توبہ کی آیت نمبر 122 سے جو سابق میں درج ہوئی ہے۔ ثابت ہے کہ تمام لوگ اس طرح کا کام نہیں کر سکتے۔ پس جو لوگ اس طرح کا کام کرتے ہیں اور اپنی جدوجہد سے صحیح اصولوں پر عمل کرتے ہوئے صحیح صحیح حکم خدا و رسول معلوم کرنے کا ملکہ حاصل کر لیتے ہیں انکا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو صحیح صحیح حکم خدا و رسول سے آگاہ کریں۔ اور دوسروں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان سے مسائل شریعت اور صحیح حکم خدا و رسول معلوم کریں اور اس بات کی طرف آیت مبارکہ "فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون" (الانبیاء) میں اشارہ کیا گیا ہے او ر پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں بھی اور آئمہ اطہارؑ کے زمانے میں بھی یہ دستور تھا کہ دور دراز کے رہنے والے ان لوگوں سے پوچھتے تھے جو آئمہ اطہارؑ سے احکام سیکھ کر آتے تھے۔ اور وہ انکی

تعلیم سے ہی اعمال بجالاتے تھے اور اسی کا نام تقلید ہے۔ لہذا اس زمانے میں اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ یا تو خود ان قواعد وضوابط اور شرائط ولوازم کیساتھ صحیح صحیح حکم خدا ورسول معلوم کرنے کے لئے جدوجہد کرے یعنی درجہ اجتہاد پر فائز ہوکر ان احکام کی صحت کو جانچنے کا ملکہ پیدا کرے یا کسی مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کرے۔

کلمہ طیبہ، اذان اور نماز کا فرق

دین عقائد واعمال کے مجموعہ کا نام ہے۔ اللہ تعالی کی طرف سے جو پیغام عقائد کے عنوان سے رسول اکرمؐ نے ہم تک پہنچایا اس کو دل سے سچ جاننا اور زبان سے اقرار کرنا عقیدہ کا اظہار ہے۔ اور جو بات احکام کی صورت میں ہم تک پہنچا ہے۔ اعضاء وجوارح سے اسکی بجا آوری عمل کہلاتا ہے۔ پہلے جزو کو اصول دین اور دوسرے جزو کو فروع دین کہتے ہیں اصول دین پانچ ہیں۔

اول توحید، دوسرے عدل، تیسرے نبوت، چوتھے امامت، پانچویں قیامت

کلمہ طیبہ کی حقیقت کا بیان

کلمہ طیبہ میں عقیدہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دراصل جسے کلمہ کہا جاتا ہے وہ ایک کلمہ نہیں ہے۔ اسے اصطلاح کے طور پر کلمہ کہہ دیتے ہیں ورنہ وہ ایک کلمہ نہیں ہے، بلکہ یہ کئی جملوں اور کلمات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ پہلے جملے یا کلمہ میں "لا الہ الا اللہ" کہہ کر توحید کا اقرار کیا جاتا ہے۔ دوسرے جملے میں یا کلمے میں "محمد رسول اللہ" کہہ کر پیغمبر اکرمؐ کی نبوت ورسالت کا اقرار کیا جاتا ہے۔ تیسرے جملے میں یا کلمے میں "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل" کہہ کر حضرت علیؑ کی ولایت وامامت ووصایت و

خلافت بلافصل کا اقرار کیا جاتا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ تینوں باتیں اصول دین سے متعلق ہیں۔ جنکا دل میں ایمان اور زبان سے اقرار ہوتا ہے۔ اصول دین پر اعتقاد کا اقرار کرنے کے سلسلے میں ہمارا یہ کلمہ بھی ادھورا ہے۔ کیونکہ اصول دین میں عدل الہی اور آخرت یا روز قیامت پر ایمان بھی انتہائی اہم ہیں خداوند تعالی نے سورہ البقرہ کی آیت نمبر 62 میں جو اس کتاب کے آغاز میں نقل ہو چکی ہے۔ عقیدہ کے بیان میں اللہ پر ایمان کیساتھ روز آخرت پر ایمان کو لازم قرار دیا ہے۔ اور ان دونوں باتوں پر ایمان رکھنے والے سے عمل صالح پر جزا کا وعدہ کیا ہے۔ اور انبیاء ورسل اور ہادیان دین کا بھیجنا تو عدل الہی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہی ہے تا کہ روز قیامت انسانوں کی اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔ (النساء۔165) جبکہ احادیث مبارکہ میں یہ آیا ہے کہ جب تم توحید کی اور نبوت ورسالت کی گواہی دو تو ساتھ ہی قیامت کے برپا ہونے کی بھی اس طرح گواہی دو کہ "ان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور"۔ "یعنی یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یقیناً اللہ مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھا کھڑا کرے گا"

قبر میں مردے کو لٹا کر اسے تلقین میں یہ پڑھاتے ہیں۔ لیکن زندگی میں کوئی بھی اس طرف دھیان نہیں دیتا اور حدیث صحیح میں حکم کے باوجود کوئی بھی اسے توحید ونبوت وامامت کے کلمہ کے اقرار کے ذریعے اقرار کے طور پر کہتا ہوا نظر نہیں آتا۔

حالانکہ اگر روز قیامت پر اور دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہونے پر یعنی روز آخرت پر ایمان نہ ہو تو پھر نہ خدا پر ایمان لانے کی ضرورت ہے نہ انبیاء ورسل اور ہادیان دین پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کافر ہے وہ شخص جو قیامت کا منکر ہے

اور اسے کسی بات کا اجر نہیں ملے گا۔

بابر به عیش کوش که عالم دوباره نیست

دنیا میں جتنے مزے اڑائے جائیں اڑالے

بہر حال کیونکہ عقائد یعنی اصول دین کا زبان سے اقرار کیا جاتا ہے لہذا روز آخرت پر عقیدہ کا اقرار بھی صبح اٹھتے وقت رات کو سوتے وقت اور ہر اس موقع پر جہاں اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے توحید نبوت و امامت کا اقرار کرتے ہیں وہاں روز قیامت پر عقیدہ کا اظہار بھی کرنا چاہئے اس طرح ہمارا یہ اصطلاحی کلمہ جو دراصل مختلف عقائد کے اظہار کے لئے اقرار ہوتا ہے کئی کلمات کا مجموعہ ہے اور یہ تمام عقائد پر حاوی نہیں ہے، بلکہ یہ نامکمل اور ادھورا ہے اور اگر اصول دین کا بیان کرتے وقت یہ نہ کہا جائے کہ اصول دین پانچ ہیں اول توحید دوسرے عدل تیسرے نبوت چوتھے امامت اور پانچویں قیامت اور ہمارا ان پانچوں پر ایمان ہے تو قبر میں پڑھانے سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا، گویا اسطرح کہنا بھی اقرار کے طور پر کافی ہے اور جب اتنے اہم کلمے کو اور اتنے اہم عقیدے کے اظہار کو نہ ہم کلمہ میں کہہ کر کرتے ہیں۔ نہ اذان میں کہہ کر کرتے ہیں، نہ نماز میں کہہ کر کرتے ہیں تو یہی بات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہمیں کسی توقیفی اور محدود بہ حدود عبادت میں اپنی طرف سے کوئی بات چاہے وہ عقیدہ ہی کی ہو نہیں بڑھانی چاہئے۔

اذان کے بارے میں بیان

اذان ایک طرح سے فروع دین میں سے نماز کی اطلاع دینے اور نماز کا آغاز کرنے کے لئے ہے فروع دین حسب ذیل ہیں۔

نمبر1۔ نماز، نمبر2۔ روزہ، نمبر3۔ حج، نمبر4۔ زکواۃ، نمبر5۔ خمس، نمبر6۔ جہاد

نمبر7۔ امر بالمعروف، نمبر8۔ نہی عن المنکر، نمبر9۔ تولی، نمبر10۔ تبرا

نماز سے پہلے کچھ چیزیں واجب ہیں اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کچھ چیزیں جن کا نماز سے پہلے بجالانا واجب ہے حسب ذیل ہیں،

اول۔ وقت کا تعین، اگر وقت سے پہلے نماز پڑھی جائے تو وہ نہ ہوگی۔

دوسرے۔ نماز سے پہلے قبلے کا تعین واجب ہے قبلہ سے ہٹ کر نماز نہ ہوگی۔

تیسرے۔ لباس پاک ہونا کسی غصبی لباس میں نماز نہ ہوگی۔

چوتھے۔ حدث اصغر کی صورت میں نماز سے پہلے وضو واجب ہے۔

پانچویں۔ مکان، مصلی، جائے نماز پاک ہو اور غصبی نہ ہو۔

چھٹے۔ حدث اکبر کی صورت میں غسل واجب ہے۔

لیکن نماز سے پہلے اذان واقامت کا کہنا مستحب ہے اور مستحب کا مطلب یہ ہے کہ کہنے کا ثواب ہے اور نہ کہنے کا گناہ نہیں ہے۔ اذان واقامت کے بارے میں ہماری تمام مذکورہ مستند اور معتبر کتابوں اور فقہ کی مذکورہ کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جبرئیل امین نے فصول اذان پہنچائے اور اذان واقامت وحی کے طور پر پڑھ کر پیغمبر اکرم کو سنائی۔ اذان کے فصول جو جبرئیل بذریعہ وحی لائے وہ صرف 18 ہیں اور اقامت کے فصول صرف 17 ہیں۔ ہماری مذکورہ چاروں حدیث کی کتابوں میں اور مذکورہ فقہ کی کتابوں میں کسی میں بھی اذان میں بھی اور اقامت میں بھی شہادت ثالثہ کا بیان نہیں ہے۔ 338ھ میں جب آل بویہ کی حکومت قائم ہوئی تو مفوضہ نے اذان میں شہادت ثالثہ کو داخل کیا۔ اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ المتوفی 381ھ کی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" سے لے کر "کاشف الغطاء" المتوفی 1228ھ کی کتاب "کشف الغطاء" تک تقریباً ایک ہزار سال تک پھیلے ہوئے عرصہ میں شہادت ثالثہ کے اذان میں اضافے کے لئے جو کچھ لکھا ہے، وہ ہم نے

اپنی کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے؟ اور کیا نہیں ہے؟ میں لکھ دیا ہے جس کا دل چاہے وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔ لیکن اس چودہ سو سال کے عرصہ میں تمام محدثین شیعہ تمام فقہائے شیعہ اور تمام مراجع عالیقدر، شیعان جہان کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ شہادت ثالثہ جزو اذان نہیں ہے، اور کیونکہ اذان مستحب ہے اور ایک ہزار سال کے عرصہ میں فقہاء و مجتہدین شیعہ نے شہادت ثالثہ کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا۔ اس کا خاطر خواہ اثر نہ ہوا اور مفوضہ کے اس اضافہ کا عمومی طور پر رواج ہو گیا لہذا اس آخری صدی کے مراجع عظام نے اسے عمومی طور پر رواج پانے کی وجہ سے یہ موقف اختیار کیا کہ اذان میں جزو اذان نہ سمجھتے ہوئے اگر کوئی تبرکا کہنا چاہے یا قربتا کہنا چاہے۔ یا اپنے ایمان کے اعلان کے طور پر کہنا چاہے تو کہہ لے۔ کیونکہ یہ صرف فروع دین میں سے نماز کے لئے بلانے کے واسطے ایک مستحب عمل ہے۔ اور مستحب کا مطلب ظاہر ہے۔ جس کے کرنے کا ثواب ہے، لیکن اس کے نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور چونکہ مجتہدین عظام کے وہ کچھ لکھنے کے باوجود جس کا بیان ہم نے اپنی کتاب شعار شیعہ اور رمز تشیع میں کیا ہے، اذان میں اس کا کامل طور سے رواج ہو گیا، لہذا اسی وجہ سے مبلغ مذہب شیخیہ کو یہ جرات ہوئی کہ اس نے آج سے تیس سال پہلے نماز کے تشہد میں بھی دو شہادتوں کے ساتھ تیسری شہادت کے پڑھنے کی تحریک چلادی اور مبلغین مذہب شیخیہ نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور منبروں پر اس کثرت سے اس کو بیان کیا کہ آج پاکستان میں بہت سے شیعہ اسکو اپنا چکے ہیں حالانکہ نماز کا معاملہ اذان کی طرح نہیں ہے جیسا کہ کلمہ کی بات بھی نماز اور اذان کی طرح نہیں ہے۔

نماز کی اہمیت کا بیان

نماز فروع دین میں سے سب سے پہلی فرع ہے۔ نماز واجب ہے، نماز خیر العمل ہے

، نماز دین کا ستون ہے، نماز مرضات الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، نماز مومن کی معراج ہے، نماز نور معرفت ہے، نماز اصل ایمان ہے، نماز قبر کا چراغ ہے، نماز قیامت تک ساتھ جانے والی ہے، نماز ایمان کا نشان ہے اور محشر میں جس چیز کی سب سے پہلے پرسش ہوگی وہ نماز ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

روز محشر کہ جانگداز بود　　　اولیں پرسش نماز بود

تارک الصلوۃ کو خدا نے مشرک کہا ہے: ''اقیمو الصلواۃ ولا تکونوا من المشرکین''۔ نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو اور تارک الصلواۃ کو پیغمبر اکرمؐ نے کافر کہا ہے ''من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر'' جس نے عمداً نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔ اگر نماز قبول ہو گئی تو سارے اعمال قبول ہو جائیں گے۔

نماز میں کچھ واجبات ہیں کچھ مستحبات ہیں۔ واجبات میں کچھ رکنی ہیں کچھ غیر رکنی ہیں، مستحبات کے ادا کرنے میں اضافہ ثواب ہے۔ رکنی واجبات کے عمداً یا سہواً رہ جانے سے نماز ہر صورت میں باطل ہے اور غیر رکنی واجبات کے عمداً ترک کرنے سے۔ یا اس میں سے کچھ گھٹا لینے سے یا اس میں اپنی طرف سے کچھ بڑھانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ تشہد ان واجبات میں سے ہے جسے عمداً ترک کرے تو نماز باطل ہے سہواً اگر رہ جائے تو اس کا علاج اور مداوا کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر اپنی طرف سے اس میں سے کچھ گھٹائے یا اس میں خود سے کچھ بڑھائے تو نماز باطل ہے جسکا نہ کوئی مداوا ہے اور نہ ہی کوئی علاج ہے

اہل تشیع کی مشہور و معروف مستند کتب اربعہ میں صرف دو شہادتیں ہیں۔ اہل تشیع کی مستند کتب اربعہ کے بعد مدون ہونے والی فقہ کی تمام مستند کتابوں میں جن کا بیان اوپر ہو چکا صرف دو ہی شہادتیں ہیں۔ غرض چودہویں صدی ہجری کے آخر تک تمام معروف محدثین شیعہ، تمام معروف فقہائے شیعہ، تمام معروف مجتہدین عظام اور تمام مراجع عالیقدر

شیعان جہان کے یہاں تشہد میں دو ہی شہادتیں ہیں۔ ہم تمام بزرگ محدثین شیعہ، تمام مشہور و معروف فقہائے شیعہ، تمام معروف و مشہور مجتہدین شیعہ اور تمام مراجع عالیقدر شیعان جہان کے نام سن وار لکھتے ہیں جنہوں نے نماز کے تشہد میں صرف دو ہی شہادتیں بیان کی ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی تیسری شہادت کا نماز میں ذکر نہیں کیا ہے۔

تشہد میں صرف دو شہادتوں کے حق میں بیان دینے والے

نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے حق میں لکھنے والا کوئی بھی معتبر گواہ موجود نہیں ہے لیکن جن محدثین کرام و فقہائے عظام و مجتہدین ذوی الاحترام اور مراجع عالیقدر شیعان جہان نے نماز کے تشہد میں صرف دو شہادتوں کا پڑھنا لکھا ہے ان کے نام سن وفات کے ساتھ اس طرح ہیں۔

نمبر 1۔ شیخ محمد بن یعقوب کلینی متوفی 329ھ سال غیبت کبریٰ۔

نمبر 2۔ شیخ علی بن بابویہ قمی متوفی 329ھ سال غیبت کبریٰ

نمبر 3۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ متوفی 381ھ

نمبر 4۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ متوفی 412ھ

نمبر 5۔ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی 436ھ

نمبر 6۔ محمد بن علی الکراچکی متوفی 459ھ

نمبر 7۔ شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی متوفی 465ھ

نمبر 8۔ علامہ حلی متوفی 726ھ

نمبر 9۔ سید الفقہاء شیخ محمد بن جمال الدین عاملی متوفی 786ھ

نمبر 10۔ شیخ زین الدین الدمشقی شہادت 966ھ

نمبر 11۔ آقائے مقدس اردبیلی متوفی 993ھ

نمبر 12۔ شیخ محمد حسن حر عاملی متوفی 1104ھ

نمبر 13۔ محقق محمد باقر وحید بھبانی متوفی 1208ھ

نمبر 14۔ سید علی الطباطبائی متوفی 1231ھ

نمبر 15۔ آیت اللہ سید محمد کاظم یزدی متوفی 1337ھ

نمبر 16۔ آیت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی متوفی 1365ھ

نمبر 17۔ آیت اللہ سید حسین بروجردی متوفی 1380ھ

نمبر 18۔ آیت اللہ السید محسن الحکیم متوفی 1390ھ

نمبر 19۔ آیت اللہ السید ابوالقاسم خوئی متوفی 1413ھ

نمبر 20۔ آیت اللہ السید علی سیستانی حیات ہیں مدظلہ العالے

یہ بزرگ ترین علمائے شیعہ کی فہرست ہے جو امام زمانہ کی غیبت کبریٰ کے اختتام سے لے کر آج تک ہوئے ہیں۔ یعنی یہ بزرگ معروف و مشہور معتمد محدثین شیعہ اور فقہائے شیعہ اور مجتہدین شیعہ اور مراجع عالیقدر شیعان جہان کی فہرست ہے۔ ان سب نے نماز کے تشہد میں صرف دو شہادتیں لکھی ہیں اور آج سے تقریباً تیں سال قبل سب مومنین اور سارے اہل تشیع نماز کے تشہد میں صرف دو ہی شہادتیں پڑھتے تھے۔

تشہد میں شہادت ثالثہ کا رواج کب اور کیسے ہوا؟

مذہب شیخیہ چونکہ عقائد میں تفویض کا قائل ہے لہذا وہ مجالس عزا کا استحصال کرتے ہوئے تقریباً 200 سال سے شیعوں کے عقائد کو خراب کر رہے ہیں۔ اور اپنے تفویض پر مشتمل نظریات کو فضائل کے عنوان سے مجالس میں بیان کر کے بے خبر، بے علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرتے رہے ہیں اور اس طرح تقریباً پاکستان کے شیعوں کی اکثریت کو ان مبلغین شیخیہ نے گمراہ کر دیا ہے۔ جب عقائد و نظریات پر ان کا غلبہ ہو گیا تو آج سے تقریباً تیس سال پہلے شیخی مبلغ محمد حسنین ساجی نے ایک رسالہ لکھا جس میں نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کو بیان کیا۔ اس کے بعد تمام شیخی مبلغین اور ذاکرین جو عرصہ سے مذہب شیخیہ کے گمراہ عقیدوں کی تبلیغ کر رہے تھے۔ انہوں نے منبروں پر نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور حربہ یہ استعمال کیا کہ جو تشہد میں شہادت ثالثہ نہ پڑھے وہ منکر فضائل علیؑ ہے۔ اور وہ حرامی ہے لہذا سادہ لوح شیعہ عوام نے حرامی ہونے سے بچنے کے لئے تشہد میں شہادت ثالثہ کو پڑھنا شروع کر دیا۔

اور یہ بات ہم چیلنج کے ساتھ کہتے ہیں کہ آج سے تیس سال پہلے تک کوئی بھی شیعہ شہادت ثالثہ کو نماز کے تشہد میں نہیں پڑھتا تھا۔ اور جس طرح شیخ صدوق علیہ الرحمہ کو یقین کامل تھا کہ اذان میں شہادت ثالثہ کا اضافہ مفوضہ نے کیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے سامنے ہوا تھا اور جن لوگوں نے کیا تھا وہ ان کو معلوم تھا اس طرح ہمیں کامل یقین کے ساتھ علم ہے کہ نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کا اضافہ شیخی مبلغ محمد حسنین ساجی کی تحریر و تحریک کے بعد ہوا ہے۔ جو رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے نمائندہ تھے اور ہمارا ان کے ساتھ مناظرہ کے عنوان سے مقابلہ رہا ہے۔ اس نے مذہب شیخیہ کے بانی شیخ احمد احسائی کی شان میں ایک کتاب "عبقریۃ الشیخ الاوحد" لکھی، ہم نے اس کے جواب میں "ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں" لکھی

جس کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکا اور نہ ہی دے سکتا ہے۔ مگر چونکہ مذہب شیخیہ کے مبلغین و ذاکرین مجالس کا استحصال کر کے سادہ لوح شیعوں کے ذہنوں پر چھاپہ مار رہے ہیں۔ لہذا انہوں نے مجالس حسینی کے منبروں سے تبلیغ کر کے شہادت ثالثہ کو نماز کے تشہد میں پڑھنے کو بھی رواج دیدیا ہے۔ اور جس طرح شیعوں کی اکثریت کے عقائد کو خراب کیا تھا اسی طرح اب باقی کے رہے سہے شیعوں کی نمازوں کو باطل اور برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

کیونکہ نماز کے بارے میں یہ آیا ہے کہ اگر نماز قبول ہو گئی تو دوسرے اعمال بھی قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز ہی باطل ہو گئی تو دوسرے اعمال بھی رد ہو جائیں گے لہذا مذہب شیخیہ کے ان مبلغین نے پہلے عقائد خراب کر کے شیعوں کی اکثریت کو گمراہ کیا تھا۔ اور اب نماز جیسی عبادت کو باطل کراکے رہے سہے شیعان پاکستان کو جہنم کا ایندھن بنوانے کی ٹھان لی ہے۔

کیونکہ ہم بھی تیس بتیس سال سے عقائد کے بارے میں شیخیوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں لہذا اب نماز کو خراب کرنے کے خلاف بھی ہمارا یہ قلمی جہاد ہے۔

شیطانی وسوسہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے

اگر خداوند تعالیٰ آدمؑ کو جنت میں ٹھہرا کر تجربہ سے نہ گزارتا۔ تو کسی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکتا کہ شیطانی وسوسہ کیا ہوتا ہے۔ یہ بات خود ابلیس نے بتلائی کہ وہ کس طریقے سے بہکائے گا۔ اور اس کا وسوسہ کیا ہوگا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کے اس چیلنج کو اس طرح بیان کیا ہے کہ،

"قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم

اجمعین" (الحجر۔ 39)

اس نے کہا اے میرے پروردگار تو نے جس کی وجہ سے مجھے راندہ درگاہ کیا ہے میں بھی ان کے لئے زمین میں (باطل کو) زینت دے دونگا۔ (اور باطل کو اس طرح سے سجا کر اور خوشنما بنا کر پیش کرونگا جس) سے میں ضرور بہ ضرور ان کو گمراہ کردونگا"۔ معلوم نہیں آدم نے اس کی یہ بات سنی تھی یا نہیں۔ مگر خدا نے خود آدم کو یہ بتلا دیا تھا کہ یہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ یہ تمہیں یہاں سے نکلوانے کی کوشش کرے گا۔ اور جس چیز کے ذریعے اس نے نکلوانے کی کوشش کرنی ہے وہ بھی بتلا دی تھی۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ،

"یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرة فتکونا من الظالمین" (الاعراف۔19)

"اے آدم تم اور تمہاری زوجہ دونوں جنت میں آرام کرو اور جہاں سے چاہو کھاؤ (پیو) مگر خبردار اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم اپنا نقصان اپنے آپ ہی کرلو گے" اب ہمیں معلوم ہوگیا کہ اس درخت کے پاس جانے سے ضرور نقصان ہوگا۔ اب دیکھئے شیطان نے اس نقصان دہ چیز کو کس طرح سجا کر پیش کیا۔ اور کس طرح سے اسے زینت دی۔ اور خدا نے اس کی اس غلط بات کو اس طرح سے سجا کر اور زینت دے کر پیش کرنے کو ہی وسوسے سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا،

"فوسوس لھما الشیطن لیبدی لھما ما وری عنھما من سواتھما وقال ما نھا کما ربکما عن ھذہ الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین ،وقاسمھما انی لکما من النا صحین فدلھما بغرور فلما ذاقا الشجرة بدت لھما سو اتھما وطفقا یخصفن علیھما من ورق الجنة ونادا ھما ربھما الم انھکما من تلکما الشجرة واقل لکما ان الشیطن لکما

عدو مبین" (الاعراف 20 تا 22)

"پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کی پوشیدہ چیزیں جو ان کی نظروں سے چھپی ہوئی تھیں ظاہر اور نمایاں کرادے (اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے) اس نے کہا تمہارے پروردگار نے تم دونوں کو اس درخت کا پھل کھانے سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم دونوں فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے ہوئے یہیں جنت میں ہی رہنے لگو۔ اور ان دونوں کے سامنے قسمیں کھائیں کہ میں تو یقینا تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس دھوکے سے ان دونوں کو اس (کے کھانے) کی طرف مائل کردیا۔

پس جب ان دونوں نے اس درخت کے پھل کو چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں۔ اور وہ بہشت کے پتے توڑ توڑ کر اپنے بدن کو ڈھانپنے لگے۔ تب ان کے پروردگار نے ان کو آواز دی کہ کیا میں نے تم کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا اور کیا تمہیں یہ بتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

شیطان بھی بڑا استاد تھا۔ اسے معلوم تھا کہ خدا نے آدم کو یہ بتلا دیا ہے کہ وہ انکا کھلا دشمن ہے لہذا وہ ایک خیر خواہ کا روپ دھار کر گیا ایک خیر خواہ کے بھیس میں گیا اور اس نے آدم سے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

آدم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی خدا کی قسم جھوٹی بھی کھا سکتا ہے۔ لہذا انہوں نے واقعی طور پر اسے اپنا خیر خواہ سمجھ لیا اور اسکی بات سننے پر آمادہ ہوگئے اور وسوسہ ڈالنے کے لئے اس نے جو ہتھیار استعمال کیا وہ وہی بات تھی جو خدا نے آدم سے کہی تھی کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ لہذا اس نے کہا کہ خدا نے تمہیں اس درخت کے پاس جانے سے اس لئے منع کیا ہے کہ اگر تم نے اس درخت کا پھل کھالیا تو تم دونوں فرشتے بن

جاؤ گے، یا ہمیشہ ہمیشہ اسی جنت میں زندگی بسر کرو گے۔ اس نے آدمؑ سے یہ بھی کہا کہ اگر تم نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو نہ صرف ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہو گے بلکہ ایسی سلطنت کے مالک بن جاؤ گے جسے کبھی زوال نہ ہوگا۔ یعنی اس نے اس درخت کا پھل کھانے کو آدمؑ اور حواؑ کی نظروں میں زینت دے دی اور اسے اس طرح سے سجا کر پیش کیا کہ وہ اسے کھانے پر آمادہ ہو گئے "فدلھما بغرور" دھوکے سے مائل کیا۔ شاید اپنی صورت بدل کر آیا ہو کہ پہچانا نہ جاؤں۔ ناصح بن کر آیا قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور جو بات خدا نے کہی تھی وہی کہی۔ خدا نے اس درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا اس نے بھی وہی کہا کہ خدا نے تمہیں اس درخت کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔ اب اس درخت کی صفات اپنی طرف سے گھڑیں کہ جو اس درخت کا پھل کھا لیتا ہے وہ یا تو فرشتہ بن جاتا ہے یا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے ہوئے جنت کی بہاریں دیکھتا ہے اور ایسی سلطنت کا مالک بن جاتا ہے جسے کبھی زوال نہ ہو۔

اچھی بہاریں دکھائیں آدمؑ کو، ایسی ہی بہاریں دکھانے کے خواب شیخی مبلغین شیعوں کو دکھا رہے ہیں۔ یہ شیطان کسی خاص فرد یا ہستی کا نام نہیں ہے ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے کہ، تکبر عزازیل را خوار کرد

تکبر نے عزازیل کو ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا۔ قصہ آدمؑ میں اپنے مقام سے گرا تو مایوس ہو گیا لہذا خدا نے اسے ابلیس کہا۔ ابلیس ابلس سے ہے جسکے معنی مایوس اور نا امید ہو جانے کے ہیں۔ پھر جب اس نے اولاد آدم کو بہکانے کا چیلنج کیا تو خدا نے اسے شیطان کہا پس جو بھی کسی کو بہکائے وہ شیطان ہے جو بھی کسی کے دل میں وسوسہ ڈالے اور باطل کو زینت دے کر کسی کو گمراہ کرے وہ شیطان ہے جیسا کہ ارشاد ہوا،

"قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس

الخناس ،الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس"۔

"اے رسول تم یہ کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار لوگوں کے بادشاہ لوگوں کے معبود کے حضور میں پناہ مانگتا ہوں بھیس بدل کر وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ چاہے جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے"۔

جن تو شاید جنوں کو ہی بہکاتے ہوں گے لیکن انسانوں کے زیادہ تر شیطان انسان ہی ہوتے ہیں خناس کے معنی پوشیدہ رہنے والا اور آنکھوں سے دکھائی نہ دینے والا کے ہیں۔ یعنی منبر پر چڑھ کر جو شخص تقریر کر رہا ہے اس کے بارے میں ظاہری طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شیخی شیعہ ہے یا صوفی شیعہ ہے یا مفوضہ میں سے ہے یا اصلی شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ میں سے ہے۔ مگر وہ اپنے بیان سے ایسا ظاہر کرتا ہے جیسا کہ وہ شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ سے ہے۔ اور پھر وہ محبان علیؑ کے سامنے اپنے نظریات کو فضائل علیؑ کے نام سے زینت دے کر بیان کرتا ہے۔ مثلاً خدا نے تو یہ کہا ہے کہ،

"**فلا تضربوا للہ الامثال**"۔ تم (دنیا کی چیزوں پر قیاس کر کے) خدا کے لئے مثالیں نہ گھڑا کرو۔

مگر وہ فضائل کے عنوان سے پہلے خدا کو آگ سے تشبیہ دیتا ہے اور انسان کو یا حضرت علیؑ کو لوہے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ جس طرح لوہا آگ کے ساتھ مل کر آگ ہو جاتا ہے اور وہی کام کرنے لگ جاتا ہے جو آگ کرتی ہے اسی طرح انسان خدا سے قرب حاصل کر کے سورج کو پلٹا سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ کی خاطر سورج کو پلٹایا گیا مگر روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ، "الذی ردت لہ الشمس مرتین" "وہ جن کے لئے جن کی خاطر سورج دو دفعہ پلٹایا گیا یہ انہوں نے نہیں پلٹایا، پلٹایا خدا نے ہے۔ انکی خاطر پلٹایا ہے۔ اور یہ بھی کوئی کم فضیلت کی بات نہیں ہے لیکن وہ انہیں ساری

کائنات کا نظام چلانے والا بنانے کے لئے انہیں لوہے سے آگ کی صفات کا مالک بنا کر خدا کے کام انجام دینے والا اور نظام کائنات چلانے والا بتاتے ہیں۔خداوند تعالی نے سب انسانوں کے لئے یہ کہا ہے کہ:"ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا" یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ سارے کا سارا خدا نے تمہارے لئے خلق کیا ہے۔تمہارے لئے کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری خاطر پیدا کیا ہے۔پیدا اسی نے کیا ہے۔یعنی "خلق لکم" کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا کہ یہ سب کچھ تم نے ہی خلق کیا ہے اسی طرح "ردت لہ الشمس" کا مطلب ہے کہ انکی خاطر سورج کو پلٹایا گیا۔انہوں نے خود نہیں پلٹایا۔

اسی طرح انسان قطرے کی مانند نہیں ہے اور خدا سمندر کی مانند نہیں ہے کہ قطرہ سمندر میں مل کر سمندر بن جائے۔یہ سب صوفیوں کی مثالیں ہیں۔ایک کو وصال اور دوسری کو اتحاد کہتے ہیں صوفی کا جب خدا سے وصال ہو جاتا ہے تو وہ بھی خدا بن جاتا ہے اور جب لوہے کی طرح آگ اس سے ملتی ہے تو وہ خدا کی صفات کا حامل بن جاتا ہے۔

میں تیس سال سے چیخ رہا ہوں کہ ہمارے منبروں پر شیخی غالب آگئے ہیں۔یہ شیطان کی طرح خود کو پوشیدہ رکھ کر شیعہ علماء کے بھیس میں آتے ہیں اور صوفیوں کی اور مفوضہ کی مثالوں کے ذریعے اپنے عقائد کو فضائل علی کے عنوان سے بیان کرتے ہیں اور بے خبر،کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام ان سے دھوکہ کھا کر یہ دانہ گندم کھا لیتے ہیں۔

اے علمائے حق!ان شیعہ عوام کی خبر لو،کوئی شیطان ان کے دل میں ان شیخی مبلغین سے بڑھ کر اور پوشیدہ رہ کر محبت علی کے نام سے اور فضائل علیؑ کے عنوان سے وسوسہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ان کے "فقہ الرضا" نام کی ایک مجہول کتاب ہاتھ لگ گئی ہے جس کا مصنف مجہول ہے۔کوئی پتہ نہیں ہے کہ کس نے لکھی ہے یہ لوگ اس کتاب کے نام سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ

امام علی ابن موسیٰ رضاؑ کی لکھی ہوئی ہے۔آیئے اس بارے میں دیکھتے ہیں کہ کیا "فقہ الرضا" کا شیعہ فقہ سے کچھ تعلق یا واسطہ ہے بھی یا نہیں۔

"فقہ الرضا" نامی کتاب کا شیعہ فقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

فقہ الرضا نامی کتاب کے نام سے یہ دھوکہ ہوتا ہے جیسا کہ یہ کتاب امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ کی لکھی ہوئی ہے یا ان کی بیان کردہ فقہ پر مشتمل ہے۔لیکن اس کتاب کے تمام مندرجات شیعہ فقہ کے خلاف ہیں مثلاً،

نمبر 1۔اس کتاب میں صفحہ نمبر 70 پر وضو کی ترکیب میں سر کا مسح کرنے کے بعد پاؤں کا دھونا لکھا ہے اور یہ بات مسلمہ شیعہ فقہ کے خلاف ہے۔

نمبر 2۔اس کتاب میں صفحہ نمبر 203 پر حرام جانور کی کھال کو رنگنے کے بعد پاک لکھا ہے،اور اس کے بنے ہوئے لباس کو پہن کر نماز کا پڑھنا جائز لکھا ہے اور یہ بات بھی شیعہ فقہ کے خلاف ہے۔

نمبر 3۔اس کتاب کے صفحہ نمبر 113 پر یہ لکھا ہے کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس،قرآن کا حصہ نہیں ہے اور یہ بات شیعہ فقہ کے خلاف ہے۔

اس کتاب کے لکھنے والے نے جو مجہول الحال ہے پہلے تو اس کتاب کا نام غلط طور پر فقہ الرضا رکھا۔دوسرے علی ابن ابی طالب کو علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کلمہ میں شیعہ ہی کہتے ہیں لہذا اس نے نماز کے تشہد میں جس میں خدا کی توحید اور پیغمبر اکرم کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے۔ان دو شہادتوں کے ساتھ حضرت علیؑ کی مذکورہ تیسری شہادت کا اضافہ کیا تا کہ کلمہ میں پڑھنے کی وجہ سے اور اس بات

کا عقیدہ رکھنے کیوجہ سے یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ کتاب کسی شیعہ نے لکھی ہے۔ تا کہ بوقت مناظرہ یہ کہا جا سکے کہ دیکھو تمہاری کتاب میں یہ لکھا ہے کہ وضو میں سر کا مسح کرنے کے بعد پاؤں دھونے چاہئیں۔ اور تمہاری کتاب میں یہ لکھا ہے کہ دیکھو مردہ کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے بنے ہوئے لباس سے نماز ہو سکتی ہے علاوہ ازیں شیعوں پر اس تہمت کو ثابت کیا جا سکے کہ شیعہ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں لہذا اس میں یہ لکھا کہ معوذتین قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ اور اس کتاب کو شیعوں کی کتاب ثابت کرنے کے لئے اس میں تشہد میں شہادت ثالثہ کا بیان لکھا تا کہ بوقت مناظرہ یہ کہا جا سکے کہ سنی تو کوئی اس بات کا قائل ہی نہیں ہے لہذا یہ شیعوں کی کتاب ہے۔ حالانکہ چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی بھی شیعہ نے نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کو نہیں پڑھا۔ مگر آج سے تقریباً تیس سال پہلے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے نمائندہ محمد حسنین سابقی نے لوگوں کو گمراہ کرنے اور شیعوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اپنی کتاب میں شہادت ثالثہ کا اس سے بیان لکھ کر لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا۔

فقہ الرضا نامی کتاب کو مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعان جہان میں سے کسی نے بھی امام رضاؑ کی تصنیف یا امام رضاؑ کی طرف سے شیعہ فقہ کی کتاب ہونا تسلیم نہیں کیا۔ اور حجۃ الاسلام آیت اللہ العظمیٰ المرجع دینی شیعان جہاں اقا السید ابو القاسم الخوئی کا بیان مصباح الفقاھۃ میں، اس کتاب کی رد میں اور شیعہ فقہ پر مشتمل نہ ہونے پر حجت قاطع ہے۔ اور یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اہل تشیع کی حدیث کی کتب اربع میں اور اہل تشیع کی فقہ کی مشہور و معروف کتابوں میں بھی تیسری شہادت کا ذکر نہیں ہے۔ اہل تشیع کی فقہ کی کتابوں میں تشہد کا بیان جس طرح آیا ہے ہم اسے یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

کتاب شرائع الاسلام اور نماز میں تشہد کا بیان

محقق ابو القاسم نجم الدین ابو جعفر المتوفی 676 ہجری کی کتاب شرائع الاسلام میں نماز کے تشہد کا بیان اس طرح ہے۔

"**التشهد** . وهو واجب في كل ثنا ئة مر تا ، وفي الثلا ثية والرباعية مرتين ولو اخل بهما او باحد هما عامداً بطلت صلا ته ، والوا جب في كل واحدعهما خمسة اشياء الجلوس بقدر التشهد والشهادتين والصلواة على النبي وعلى آله عليهم السلام . و صورتها. اشهد ان لااله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا رسول الله . ثم ياتي با لصلواة على النبي و آله ومن لم يحسن التشهد وجب عليه الاتيان بما يحسن منه مع ضيق الوقت ثم يجب عليه يعلم ما لا يحسن منه".

تشہد ہر دو رکعتی نماز میں ایک بار واجب ہے۔ سہ رکعتی اور چار رکعتی نماز میں دو دفعہ واجب ہے، دونوں میں یا ایک میں عمداً ترک کرے تو نماز باطل ہے۔ ہر ایک تشہد میں پانچ چیزیں واجب ہیں۔ بقدر تشہد بیٹھنا، دو شہادتیں، نبی اکرمؐ پر صلواۃ اور انکی آل پر صلواۃ۔ اور تشہد کی صورت یہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد و یکتا بلا شریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صل اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر نبی اور انکی آل پر صلواۃ پڑھے۔ پھر جو شخص صحیح طور پر تشہد نہ بجا لا سکے اس پر واجب ہے کہ دوسرا جو صحیح طور ادا کرے اس سے سیکھے اگر چہ وقت تنگ ہو۔ پھر اس پر واجب ہے کہ صحیح طور پر ادا کرنا سیکھے۔

کتاب لمعۃ الدمشقیہ اور نماز میں تشہد کا بیان

یہ فقہ اسلامی کی وہ کتاب ہے جو اساتذہ اور طلباء علوم اسلامی کا ماخذ مانی جاتی ہے اور یہ کتاب یا اس کی شرح روضۃ البھیہ شرح لمعۃ الدمشقیہ مدارس دینی میں پڑھائی جاتی ہے اس کتاب میں تشہد اس طرح سے لکھا ہوا ہے۔

ثم یجب التشهد (عقیب) الرکعة (الثانیة) التی تمامها القیام من السجدة الثانیة (و کذا) یجب آخر الصلواة اذا کانت صلواة ثلاثیه او رباعیة وهو ،اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمداً عبده ورسو له ،اللهم صل علی محمد و آل محمد .واطلاق التشهد علی مایشتمل الصلواة علی محمد و آله اما تغلیب او حقیقة شریعة"

پھر تشہد واجب ہو جاتا ہے جلوس کے بعد دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے مکمل ہونے پر واجب ہوتا ہے اسی طرح نماز کے آخر میں واجب ہوتا ہے جب تین رکعتی نماز ہو یا چار رکعتی نماز ہو۔ اور تشہد یہ ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ اے خدا محمدؐ اور انکی آل پر برکتیں نازل فرما۔ تشہد کا اطلاق محمدؐ پر اور آل محمد پر صلواۃ کو شامل کر کے ہوتا ہے"۔

کتاب وسائل الشیعہ اور نماز میں تشہد کا بیان

فقیہ محدث عالم متبحر شیخ محمد بن حسن حر عاملی متوفی 1104ھ کی کتاب وسائل الشیعہ میں تشہد کا بیان اس طرح ہے،

"محمد بن الحسن باسناده عن سعد ابن عبد الله عن العباس

بن معروف عن علی ابن مهر یار عن حماد بن حریز بن عبد الله عن زراره قال قلت لابی جعفر ، ما یجزی من القول فی الرکعتین الاولین قال ان تقول اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمد أعبده ورسوله .قلت فما یجزی من تشهد الرکعتین الاخیر تین .فقال الشهادتان

"زرارہ کہتے ہیں، میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد میں کیا کہنا چاہیے؟ تو امامؑ نے فرمایا، اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهدان محمداً عبده ورسوله ۔ میں نے عرض کیا کہ آخری دو رکعتوں کے بعد کیا کہنا چاہیے تو امامؑ نے فرمایا کہ دو شہادتیں"۔

کتاب عروۃ الوثقیٰ اور نماز میں تشہد کا بیان

استاد الفقہاء آیت اللہ العظمیٰ السید محمد کاظم بن سید عبد العظیم یزدی متوفی 1337ھ نے اپنی کتاب عروۃ الوثقیٰ میں تشہد کے واجبات اور مستحبات کو علیحدہ علیحدہ کھول کر بیان کیا ہے واجبات کا بیان اس طرح ہے،

"فصل :فی التشهد وهو واجب فی الثانیة مرة بعد رفع الراس من السجدة الاخیرة من الرکعة الثانیة وفی الثلاثیة والرباعیة مرتین .الاولیٰ کما ذکر والثانیة بعد رفع الراس من السجدة الثانیة فی الرکعة الاخیرة .وهو واجب غیر رکن . فلو ترکه عمداً بطلت الصلواة وسهواً التی به ما لم یرکع و قضاه بعد الصلواة ان تذکر بعد الدخول (علی الاحوط) فی الرکوع مع سجداتی السهو .وواجبات سبعة ،

الاول .الشهادتين ،الثانی. الصلواة علی محمد و آل محمد ،فيقول اشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شريک لہ و اشهد ان محمداً عبدہ ورسولہ اللهم صل علی محمد وآل محمد ،و يجزی الا قوی ،ان يقول اشہدان لا الہ الااللہ واشهد ان محمد اًرسول الله اللهم صل علی محمد و آل محمد ،الثالث. الجلو س بمقدار الذکر المذ کور ،الرابع. الطما نية فيه ،الخا مس. الترتيب وهما علی الصلوة علی محمد وآل محمد كما ذكر ،السادس . المو الاة بين الفقرات والكلما ت والحروف بحيث لا يخرج عن الصدق ،السابع. المحافظةعلیٰ تا ديتهماعلیٰ الوجه الصحيح العربی فی الحر كات والسكنات واداء الحروف والكلمات"۔

ترجمہ۔تشہد دوسری رکعت کے آخری سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد دو رکعتی نماز میں ایک بار واجب ہے تین رکعتی اور چار رکعتی نماز میں دو دفعہ واجب ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔اور دوسرا آخری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد ہے تشہد واجب غیر رکن ہے ،پس اگر عمداً ترک کرے تو نماز باطل ہے اور اگر سہواً ترک ہو جائے اور اگلی رکعت کے رکوع سے پہلے یاد آجائے تو واپس بیٹھ کر تشہد پڑھے۔نماز کے بعد اسکی قضاء ہے اگر رکوع میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے تو دو سجدہ سہو کر کے تشہد پڑھے۔تشہد کے واجبات سات ہیں ۔اول۔دو شہادتیں ،دوم محمدؐ وآل محمدؐ پر صلواۃ۔پس اس طرح تشہد پڑھے۔

اشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شريک لہ واشهد ان محمد عبدہ ورسولہ اللهم صل علی محمد وآل محمد ، علی الاقوی جائز ہے کہ صرف یہ کہے اشهد ان لا الہ الا اللہ واشهد ان محمد الرسول الله اللهم صل علی محمد وآل محمد . سوم۔مذکورہ ذکر کی مقدار کے برابر بیٹھنا ،چہارم۔تشہد میں طمانیت یعنی

اطمینان وسکون سے رہنا ،پنجم۔ترتیب پہلی شہادت کو دوسری پر مقدم کرنا اور ان دونوں شہادتوں کو محمدؐ وآل محمدؐ پر صلواۃ پر مقدم کرنا جیسا کہ بیان ہوا ،ششم۔تشہد کو صحیح عربی میں ادا کرنا ،حرکات وسکنات وکلمات کی صحیح ادائیگی۔

(عروۃ الوثقیٰ از آیت اللہ العظمیٰ محمد کاظم یزدی)

مستحبات تشہد کا بیان اس طرح ہے

آیت اللہ موصوف نے تشہد کے دس مستحبات تحریر فرمائے ہیں جو اس طرح ہیں۔

نمبر 1۔مرد تشہد سے پہلے تورک کرے ،نمبر 2۔ذکر سے پہلے "الحمد لله يابسم الله وبالله والحمد لله وخير الاسماء لله او الاسماء الحسنیٰ لله" کہے ،نمبر 3۔تشہد میں انگلیاں ملا کر زانو پر رکھے ،نمبر 4۔نظر گود میں ہو نمبر 5۔"واشهد ان محمد عبدہ ورسلہ" کہنے کے بعد "ارسلہ با لحق بشيراً و نذيراً بين يدی الساعة" کہے ،"واشهد ان ربی نعم الرب وان محمد اً نعم الرسول" کہنا بھی مستحب ہے بعد میں "اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد" کہے نمبر 6۔درود کے بعد "وتقبل شفاعته وارفع درجته" پہلے تشہد میں اور دوسرے تشہد میں بھی کہنا مستحب ہے ،نمبر 7۔پہلے اور دوسرے تشہد میں جیسا کہ ابو بصیر کی موثقہ خبر میں ہے یہ معصوم کا قول ہے جسے ہم اگلے عنوان میں بیان کریں گے نمبر 8۔تشہد کے بعد سات دفعہ سبحان الله کہے ثم قم پھر کھڑے ہو جاؤ نمبر 9۔تشہد سے اٹھتے ہوئے "بحول لله وقوته واقوم واقعد" کہے ،نمبر 10۔عورت تشہد کے وقت رانیں ملا کر رکھے۔

(عروۃ الوثقیٰ جلد 1۔کتاب الصلواۃ ص 316 تا 318)

مومنین کرام! آیت اللہ العظمیٰ السید محمد کاظم ابن السید عبد العظیم یزدی کی کتاب عروۃ الوثقیٰ تمام مراجع عالیقدر شیعان جہاں کے لئے مورد وثوق واعتماد ہے اور آپ

کے بعد آنے والے تمام مراجع عالیقدر شیعان جہاں نے اس کے مطابق فتوے دیئے ہیں اور اس پر اپنی تعلیقات رقم کی ہیں۔ اس میں نہ تو واجبات میں شہادت ثالثہ ہے اور نہ ہی مستحبات میں ہے۔

مذہب شیعہ کا متفق علیہ تشہد

اگر کسی امر کے لئے متضاد اور معارض روایات ملتی ہوں تو اس میں سے صحیح روایت کے معلوم کرنے کا معیار امام جعفر صادق نے یہ بیان فرمایا ہے کہ،

''خذوا بالمجمع علیہ فان المجمع علیہ لاریب فیہ"

''جو حدیث مورد اتفاق ہو وہ لے لو۔ چونکہ کسی بھی متفق علیہ چیز میں شک وشبہ نہیں رہتا''۔ (الکافی)

چنانچہ تمام محدثین شیعہ، فقہائے شیعہ، مجتہدین شیعہ اور تمام مراجع عالیقدر شیعان جہان کا حضرت امام جعفر صادق کے صحابی ابو بصیر کی روایت پر اتفاق ہے اور ابو بصیر سے جو روایت حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے وہ تشہد کے واجب اور مستحب دونوں حصوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس وقت تم دوسری رکعت میں بیٹھو تو یہ پڑھو، بسم اللہ وباللہ والحمد للہ و خیر الاسماء للہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ، ارسلہ بالحق بشیراً ونذیراً بین یدی الساعۃ. اشھد انک نعم الرب وان محمداً نعم الرسول اللھم صل علی محمد و آل محمد و تقبل شفاعتہ وارفع درجتہ"

(تہذیب الاحکام جلد 2 ص 99 طبع ایران)

ابو بصیر کی مذکورہ روایت جو امام جعفر صادق سے منقول ہے تمام فقہاء کے نزدیک مورد وثوق واعتماد ہے اس میں بھی نہ تو واجب میں شہادت ثالثہ کا ذکر ہے اور نہ ہی مستحبات میں شہادت ثالثہ کا بیان ہے۔

ان تمام شہادتوں کے علاوہ عقل یہ کہتی ہے کہ آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی میں نہ صرف حضرت علیؑ کے امام ہونے کی وصی رسولؐ ہونے کی اور خلیفہ بلافصل ہونے کی اور دوسرے تمام فضائل کا اقرار اور گواہی ہو جاتی ہے۔ بلکہ ملائکہ پر ایمان کی گواہی، تمام آسمانی کتابوں پر ایمان کی گواہی تمام انبیاء ورسل وہادیان دین اور اور آئمہ طاہرین پر ایمان کی گواہی جنت پر ایمان کی گواہی، دوزخ پر ایمان کی گواہی، قیامت پر ایمان کی گواہی صراط پر ایمان کی گواہی نیز میزان پر ایمان کی گواہی حساب وکتاب پر ایمان کی گواہی ثواب و عقاب پر ایمان کی گواہی، قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے پر ایمان کی گواہی وغیرہ وغیرہ سب باتوں پر ایمان کی گواہی ہو جاتی ہے۔

محمد الرسول اللہ، اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے کلام سے بڑھ کر فصاحت وبلاغت میں کسی کا کلام مقابلہ نہیں کر سکتا خداوند تعالیٰ نے محمد ارسول اللہ کی گواہی میں ان تمام چیزوں پر ایمان کی گواہی کو سمو دیا ہے جو محمد مصطفیؐ نے پہنچائیں جسے اصطلاح میں "ما جاء بہ محمد" کہا جاتا ہے۔ پس اشھد ان محمد ارسول اللہ کا مطلب یہی ہے کہ میں ان تمام باتوں کی گواہی دیتا ہوں جو محمد مصطفیؐ نے پہنچائیں اور بیان فرمائیں۔

اگر محمد الرسول اللہ کی گواہی میں مذکورہ تمام باتوں کی جو محمد مصطفیؐ نے پہنچائیں اور بیان فرمائیں گواہی نہیں ہے تو پھر بتلاؤ تم محمد الرسول اللہ کہہ کر کس بات کی گواہی دیتے ہو۔ اگر تم محمد الرسول اللہ کہہ کر ان تمام باتوں کی گواہی نہیں سمجھتے تو یہ گواہی ایسی ہے، جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے ایسی ہی گواہی کے بارے میں اس طرح فرمایا

ہے کہ،

"اذا جاء ک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنافقین لکاذبون"۔ (المنافقون۔1)

"اے رسول جب منافقین تمہارے پاس آتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ ضرور ضرور خدا کے رسول ہیں۔اور خدا جانتا ہے کہ تم یقینی طور پر خدا کے رسول ہو ۔مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ منافقین اس گواہی میں ضرور ضرور جھوٹے ہیں"۔

پس اگر کوئی اشهد ان محمدا الرسول الله کی گواہی میں مذکورہ تمام باتوں پر ایمان کی گواہی نہیں سمجھتا تو وہ یقیناً اشهد ان محمدا الرسول الله کی گواہی میں مذکورہ آیت کی رو سے صریحاً جھوٹا ہے۔

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے روز آخرت کی گواہی بھی کسی طرح سے کم نہیں ہے پیغمبر اکرمؐ اپنی مکہ کی تیرہ سالہ زندگی کے دور میں عقائد کے اعتبار سے صرف دو ہی عقائد کو بیان کرتے رہے ہیں۔ایک توحید باری تعالیٰ اور دوسرے روز آخرت اور مردوں کا قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جانا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت علیؑ کے وصی رسول ہونے اور خلیفہ بلافصل ہونے کی اذان واقامت یا نماز کے تشہد میں گواہی کا اضافہ شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کی علامت بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کیسانیہ شیعہ، زیدیہ شیعہ اور اسماعیلیہ شیعہ بھی حضرت علیؑ کو اپنا پہلا امام، ولی اللہ ،وصی رسول اللہ اور خلیفہ بلافصل مانتے ہیں مگر وہ بارہ اماموں کو نہیں مانتے ۔پس حضرت علیؑ کی اذان میں بھی اقامت مین بھی اور تشہد میں بھی امامت وولایت ووصایت وخلافت بلا

فصل کی گواہی دینے سے باقی کے آئمہؑ کی امامت وولایت ووصایت وخلافت کی گواہی رہ جاتی ہے۔ جب کے پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ میرے اوصیاء بارہ ہیں، میرے خلفاء بارہ ہیں تمہارے امام بارہ ہیں اور اگر اسے محمد الرسول الله کی گواہی میں سمجھا جائے تو نہ صرف بارہ کے بارہ اماموں کی گواہی ہوگئی بلکہ عقائد واعمال کے عنوان سے جو کچھ پیغمبر اکرمؐ نے پہنچایا ان سب کی گواہی ہوگئی اور اگر کوئی ان تمام عقائد واعمال پر ایمان کو اشهد ان محمد الرسول الله پر ایمان کی گواہی نہیں سمجھتا تو اسکی اشهد ان محمد الرسول الله کی گواہی جھوٹی ہے اور وہ سورۃ المنافقون کی پہلی آیت کا مصداق ہے۔

مبلغین مذہب شیخیہ شیعوں کی حضرت علیؑ سے محبت کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں

اگر چہ خدا نے اہل ایمان کو تاکید کے ساتھ سورۃ الحجرات کی پہلی آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ تم خدا کی وحی اور پیغمبرؐ کے حکم سے آگے نہ بڑھنا نہ عقائد کے اختیار کرنے میں اور نہ ہی اعمال کے بجالانے میں۔

مگر شیخیہ احقاقیہ کویت کے خناس اپنے باطل عقائد کو فضائل علیؑ اور فضائل اہل بیت کے عنوان سے پیش کرتے ہیں اور شیعوں کی حضرت علیؑ سے محبت کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔

پہلے تو یہی حضرات دو سو سال سے مجالس عزا کا استحصال کرتے ہوئے عقائد باطلہ کے دانہ گندم کو فضائل علیؑ اور فضائل آل محمدؐ کے عنوان سے کھلا رہے تھے اب تیس سال سے شیعوں کی حضرت علیؑ سے محبت کا ہی غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے نماز کے تشہد میں بھی

شہادت ثالثہ کورواج دینا شروع کر دیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ محبت علی میں ان کی یہ بات سادہ لوح شیعہ عوام کے دل میں بیٹھ جائے گی اور پھر وہ بڑی آسانی کے ساتھ اسے روکنے والوں کے لئے مقصرین اور منکر فضائل علی اور منکر ولایت علی کے نعرے لگوانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مومنین کرام! یقیناً یہ بات آپ کو ضرور معلوم ہوگی کہ پیغمبر اکرمؐ نے یہ فرمایا کہ ''میری امت کے تہتر فرقے ہو جائینگے۔ جن میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی سب جہنم میں جائیں گے''۔ لیکن شائد یہ بات آپ کو معلوم نہ ہو کہ حضرت امیر المومنین نے یہ فرمایا ہے کہ ''ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہماری محبت وولایت کا دم بھرنے والے ہوں گے ان تیرہ میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی بارہ فرقے جہنم رسید ہونگے''۔

(اسرار امامت ترجمہ سلیم بن قیس ہلالی ص 120)

(روضہ کافی از شیخ محمد بن یعقوب کلینی ص 224)

مومنین کرام! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ تیرہ فرقے کونسے ہیں؟ میں ان تیرہ فرقوں میں سے،

نمبر 1۔ سبائیہ کی، نمبر 2۔ علیائیہ کی، نمبر 3۔ نصیریہ کی، نمبر 4۔ کیسانیہ کی، نمبر 5۔ زیدیہ کی، نمبر 6۔ اسماعیلیہ کی، بات کو چھوڑتا ہوں اور صرف اثنا عشری کہلانے والے فرقوں کی بات کرتا ہوں۔

نمبر 7۔ صوفی شیعہ جتنے ہیں وہ اثنا عشری کہلاتے ہیں۔

نمبر 8۔ مفوضہ شیعہ جتنے ہیں وہ اثنا عشری کہلاتے ہیں۔

نمبر 9۔ شیخیہ رکنیہ کرمان جتنے ہیں وہ اثنا عشری کہلاتے ہیں۔

نمبر 10۔ شیخیہ احقاقیہ کویت جتنے ہیں وہ اثنا عشری کہلاتے ہیں۔

نمبر 11۔ نوربخشی شیعہ جتنے ہیں وہ اثنا عشری کہلاتے ہیں۔

نمبر 12۔ جمن شاہی شیعہ جتنے ہیں وہ سب اثنا عشری کہلاتے ہیں۔

اوران میں سے ہر فرقہ اپنی خاص خصوصیات کی وجہ سے ایک علیحدہ فرقہ کہلاتا ہے۔

نمبر 13۔ تیرہواں فرقہ شیعہ حقہ اثنا عشریہ کا وہ ہے جو مذکورہ بارہ کے بارہ فرقوں کے مخصوص عقائد واعمال کو غلط باطل اور کفر وشرک قرار دیتا ہے اور مذکورہ بارہ فرقے اس تیرہویں فرقے کو قشری، مقصرین، منکر ولایت علی اور منکر فضائل علی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ان کو وہابی بھی کہتے ہیں۔

اگر آپ کے سامنے منبر پر کوئی مقرر مقطع داڑھی، سر پر عمامہ، جسم پر قبا اور دوش پر عبا لئے پچھے دار تقریر کر رہا ہو تو کیا آپ پہچان سکتے ہیں کہ وہ اثنا عشری کہلانے والے مذکورہ چھ فرقوں میں سے کونسے فرقے سے تعلق رکھتا ہے؟

یقیناً آپ اسے صرف اسی صورت میں پہچان سکتے ہیں جب کہ آپ کو صحیح شیعہ عقائد یعنی اصول دین کا پوری تفصیل کے ساتھ صحیح صحیح علم ہو۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہوں کہ مذکورہ اثنا عشری کہلانے والے دوسرے پانچ فرقوں کے مخصوص عقائد کیا ہیں جنکی وجہ سے وہ جدا فرقے بنے۔

چونکہ ایران شیعہ نشین ملک ہے اور امام جعفر صادق نے اپنے ایک شاگرد سے یہ فرمایا تھا کہ شیطان دوسروں کی طرف سے تو فارغ ہو چکا ہے۔ اب اسے صرف تمہاری فکر ہے۔ لہذا یہ شیطان خناس کی صورت میں پہلے ایران میں ہی داخل ہوا۔ اور اس نے اپنے وسوسوں سے وہ کام کیا کہ آج ایران میں شیعوں کے مذکور تیرہ کے تیرہ فرقے موجود ہیں اور شیعہ کہلاتے ہیں۔ شیعوں میں تفویض نے وہاں رواج پایا شیخیہ رکنیہ کرمان نے شیعوں میں

وہاں رواج پایا، اور شیخیہ احقاقیہ کویت نے شیعوں میں وہاں رواج پایا۔

ہم نے اپنی کتاب شعار شیعہ اور رمز تشیع میں چیلنج کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ کسی کا صوفی شیعہ ہونا، یا شیخیہ رکنیہ کرمان ہونا یا شیعہ احقاقیہ کویت ہونا، اس کے مجتہد ہونے یا فقیہ ہونے یا آیت اللہ العظمٰی ہونے یا امام المصلح ہونے میں مانع نہیں ہے اور اب پھر چیلنج کے ساتھ لکھتا ہوں کہ ایران میں بہت سے صوفی شیعہ بھی مجتہد وفقیہ اور آیت اللہ العظمٰی بن گئے ہیں بہت سے شیخیہ رکنیہ کرمان بھی مجتہد وفقیہ اور آیت اللہ العظمٰی بن گئے ہیں اور بہت سے شیخیہ احقاقیہ کویت بھی مجتہد وفقیہ اور آیت اللہ العظمٰی بن گئے ہیں۔

اور چونکہ شیخیہ احقاقیہ کویت فلسفہ وتصوف وتفویض کے عقائد کا مجموعہ ہے لہذا یہ مذہب باطل عقائد کے پھیلا نے اور نت نئی بدعات کے جاری کرنے میں بڑا دلیر ہے اور باطل عقائد کے پھیلا نے اور نت نئی بدعات کے پھیلانے میں یہ فرقہ شیعوں کی حضرت علیؑ سے محبت کا غلط فائدہ اٹھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

ہم فروع دین میں تقلید کے بارے میں امام حسن عسکریؑ کا ارشاد گرامی سابقہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ فقہا میں سے جو کوئی اپنے نفس کا بچانے والا ہو۔ اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو، اپنی خواہشات نفسانی کا مخالف ہو اور اپنے مولا وآقا یعنی امام علیہ السلام کے حکم کی پیروی کرنے والا ہو یعنی صرف وہی کچھ بیان کرے جو امام نے فرمایا ہے پس عوام کو چاہیے کہ امور دین میں اُس کی پیروی کریں۔

لہذا آج حتماً ویقیناً تقلید کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ وہ مذکورہ اثناء عشری شیعہ کہلانے والا مجتہد مذکورہ چھ فرقوں میں سے کونسے فرقے سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ مذکورہ چھ اثناء عشری کہلانے والے فرقوں میں سے پانچ تو کسی نہ کسی طرح تفویض کے قائل ہیں یہ لوگ شیعوں کی حضرت علیؑ سے محبت کا غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں اور حضرت علیؑ سے شیعوں کی

محبت کے تعلق سے نت نئی بدعات کو رواج دیتے رہتے ہیں اور پھر اُن کا مجتہد وفقیہ وآیت اللہ اسے جائز قرار دے دیتا ہے۔ ایسا مجتہد امام حسن عسکری علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اپنے نفس کا بچانے والا، اپنے دین کا محافظ، اپنی خواہشات کا مخالف اور اپنے آقا ومولا یعنی امام کے حکم کی پیروی کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

مفوضہ نے 338 ھ کے بعد اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کو داخل کیا تھا اور اب مبلغین مذہب شیخیہ نے۔ جو دراصل مفوضہ ہی ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کو داخل کیا۔ ہم نے اپنی کتاب "شعار شیعہ اور رمز تشیع" میں امام زمانہ سے لیکر تیرہویں صدی ہجری تک کے محدثین شیعہ، فقہائے شیعہ، مجتہدین شیعہ اور مراجع عالیقدر شیعیا جہان کی کتابوں سے اذان کے بارے میں تفصیلی بیان نقل کیا تھا یہاں پر اُس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

نمبر 1۔ شیخ محمد بن یعقوب کلینی وفات 329 ہجری نے فروع کافی میں بیان کیا کہ فصول اذان 18 ہیں اور اقامت میں 17 ہیں جسے جبرائیل نے بذریعہ وحی پہنچایا۔

نمبر 2۔ شیخ صدوق وفات 381 ہجری نے من لایحضرہ الفقیہ میں یہ لکھا ہے کہ خدا مفوضہ پر لعنت کرے انہوں نے اذان واقامت میں محمد وآل محمد خیر البریہ کا دو دو دفعہ اضافہ کر دیا ہے۔

نمبر 3۔ شیخ طوسی وفات 460 ہجری نے اپنی کتاب النہایہ میں شہادت ثالثہ کو اذان واقامت میں کہنے والے کو خطا کار لکھا ہے۔

نمبر 4۔ شیخ عبدالجلیل قزوینی نے اپنی کتاب النقض میں شہادت ثالثہ کو اذان واقامت میں کہنا بدعت لکھا ہے۔

نمبر 5۔ سید الفقہاء حضرت شیخ جمال الدین شہید اوّل وفات 786 ہجری نے اذان

واقامت میں شہادت ثالثہ کے کہنے کو ناجائز لکھا ہے۔

نمبر 6۔ شیخ زین الدین دمشقی شہید ثانی وفات 966 ہجری نے اپنی کتاب شرح لمعہ میں شہادت ثالثہ کو اذان واقامت میں کہنے کو بدعت اور خود سے گھڑی ہوئی شریعت کہا ہے۔

نمبر 7۔ مولانا محمد باقر محقق سبزواری وفات 1090 ہجری نے اپنی کتاب ذخیرۃ المعاد میں اسے بدعت قرار دیا ہے۔

نمبر 8۔ شیخ جعفر کبیر کاشف الغطاء وفات 1228 ہجری نے اپنی کتاب کشف الغطاء میں اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ: ''سوائے اس کے نہیں کہ یہ فقرہ جہنم کا سزاوار کافر مفوضہ کا گھڑا ہوا ہے اور مفوضہ اس من گھڑت فقرے سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خدا نے خلق کا نظام حضرت علی کے سپرد کر دیا ہے اور ساری خلق کا نظام وہی چلاتے ہیں پس وہ اللہ کے ولی یعنی مختار و معین و مددگار ہیں۔۔۔الخ کشف الغطاء صفحہ 228

ہم نے مذکورہ حقائق لکھنے کے بعد جو تبصرہ کیا تھا اُس پر بعض افراد نے ناک بھوں چڑھائی تھی۔ ہم نے اپنی کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع'' میں لکھا تھا کہ: ''جس طرح ایک ہزار سال تک شیعہ علماء کے اذان واقامت میں اس اضافے کو بدعت، شریعت سازی، خطاء و گناہ کی بات، مبطل اذان اور اس کے کہنے والے کو جہنم کا سزاوار کہنے کے باوجود یہ بات رواج پاتی رہی اور جب سب نے اسے اپنا لیا تو پندرہویں صدی ہجری کے مراجع نے اسے شعار شیعہ قرار دیدیا۔ اسی طرح تشہد میں اس کے رواج پانے کی رفتار کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ایک دن آئے گا کہ تشہد میں اس کے کہنے کو بھی شعار شیعہ اور رمز تشیع قرار دیدیا جائے گا۔ جب نہ تو یہ فتوے دینے والے ہونگے اور نہ علامہ ملک آفتاب حسین جوادی ہونگے نہ ہم ہونگے'' (شعار شیعہ اور رمز تشیع صفحہ 109)

مگر ہمارے مرنے سے پہلے ہی وہ بات ہمارے سامنے آگئی اور ایران سے اس بات کی

تائید میں آیت اللہ یعسوب الدین رستگار جویباری کی توضیح المسائل فارسی پاکستان میں وارد ہوگئی ہے اس کے صفحہ 277 پر مسئلہ نمبر 1348 میں شہادت ثالثہ سمیت اذان کے 20 فصول لکھے ہیں پھر مسئلہ نمبر 1349 میں اس طرح لکھا ہے۔

''مستفاد از کتاب وسنت وعقل سلیم آنستکہ اشھد ان امیر المومنین علیاً ولی اللہ جزو اذان واقامت است کہ باید بعد از شہادت اشھد ان محمداً رسول اللہ گفتہ شود''۔

ترجمہ۔ قرآن وسنت اور عقل سلیم سے یہ بات ثابت ہے کہ اشھد ان علی ولی اللہ اذان واقامت کا جزو ہے جسے اشھد ان محمداً رسول اللہ کے بعد کہنا چاہیے۔

اس مسئلے کو لکھنے کے بعد موصوف نے اس کے لئے قرآن سے جو دلائل دیئے وہ آیہ اکملت لکم دینکم اور دوسری آیت ایھاالرسول بلغ ہیں

اور سنت سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی احتجاج طبرسی کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ امام نے فرمایا: ''فاذاقال احدکم لا الہ الاالله محمد رسول الله فلیقل علی امیرالمومنین'' یعنی جب کوئی تم میں سے لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ کہے تو علی امیر المومنین بھی ضرور کہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ موصوف واقعاً مجتہد ہیں یا نہیں لیکن اُن کا استنباط واستدلال قطعی غلط اور بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ خلافت کے بارے میں اہل سنت وشاورھم فی الامر سے اور امرھم شوری بینھم سے استدلال کرتے ہیں۔

یہاں پر ایک بات جو خاص طور پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ آیت اللہ جویباری صاحب نے مسئلہ نمبر 1348 میں جو 20 فصول اذان لکھے ہیں اُن میں سے 18 فصول کیلئے نہ تو قرآن سے کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی سنت سے کیونکہ اُن کے لئے کوئی دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ خدا نے یہ 18 فصول وحی کے ذریعے نازل

کیے جبرائیل نے آ کر پڑھ کر سنائے اور پیغمبر اکرم اور آئمہ اطہار علیھم السلام اس پر عمل کرتے رہے۔ چونکہ شہادت ثالثہ کے دونوں فصول نہ تو خدا نے نازل کیے تھے اور نہ ہی پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے اس پر عمل کیا بلکہ مسلمہ طور پر مفوضہ نے 338 ہجری کے بعد اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے اس کا اضافہ کیا تھا لہذا غلط طور پر اس کے لئے دلیلیں دی جاتی ہیں اور آیات قرانی اور احادیث کو غلط طور پر زبردستی چپکایا جاتا ہے

لیکن جس میں ذرا سی بھی عقل ہے وہ یہ جان سکتا ہے کہ مذکورہ آیات یا حدیث میں شہادت ثالثہ کے اذان واقامت میں یا تشہد میں کہنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

اب اُن کی عقل سلیم کا حال ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 1350 میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

''اذان واقامت مستحب موکد است کہ اگر گفتہ نہ شود نماز صحیح است ولی اگر اذان واقامت گفتہ شود اما شہادت ثالثہ گفتہ نشود نماز باطل است''۔

ترجمہ۔ اذان واقامت مستحب موئکد ہے اگر نہ کہی جائے نماز صحیح ہے لیکن اگر اذان واقامت کہی جائے مگر شہادت ثالثہ نہ کہی جائے تو نماز باطل ہے۔

اس سے آیت اللہ موصوف کی عقل سلیم کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے لہذا اُن کا آیات وحدیث سے استنباط بھی غلط ہے اور عقل سلیم سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور تشہد کے بیان میں انہوں نے اس طرح لکھا ہے:۔

مسئلہ نمبر 1557۔ وجائز است پس از شہادتین بگوید واشھدان امیر المومنین علیا واولادہ المعصومین حجج اللہ صلوات اللہ علیھم اجمعین۔

ترجمہ۔ جائز ہے کہ شہادتین کے بعد'' واشھدان امیر المومنین علیا واولادہ المعصومین حجج اللہ صلوات اللہ علیھم اجمعین'' کہے۔

اگر چہ شیعیان حقہ جعفریہ اثناعشریہ کے نزدیک حضرت علی اور اُن کی پاک اور معصوم اولاد حجج اللہ ہیں لیکن اذان واقامت میں یا نماز کے تشہد میں اس کے کہنے کا کہیں حکم نہیں ہے اور اپنے عقیدے کے اظہار وبیان کیلئے کلمہ میں اس کا بیان ہوتا ہے اور جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ ایمان میں توحید کے بعد سب سے اہم عقیدہ آخرت پر ایمان کا ہے من آمن باللہ والیوم الاخر (البقرہ۔ 82) اور پیغمبر اکرمؐ مکہ میں رہتے ہوئے 13 سال تک صرف توحید اور روز آخرت ہی کی تبلیغ کرتے رہے اور یہ وہ عقیدہ ہے جس کا نہ تو کوئی کلمہ میں اقرار کرتا ہے نہ اذان میں اقرار کرتا ہے نہ تشہد میں اقرار کرتا ہے اگر اتنے اہم عقیدے کی بات خود اپنے آپ اذان اور تشہد میں داخل نہیں کی جاسکتی تو خود اپنے آپ اپنی مرضی سے عقیدے کی کوئی اور بات کیسے اذان اور تشہد میں داخل کی جاسکتی ہے حالانکہ حدیث صحیح میں یہ آیا ہے کہ جب تم توحید ورسالت کی گواہی دو تو ساتھ ہی یہ بھی گواہی دو کہ قیامت آنے والی ہے اور اللہ ایک دن مردوں کو زندہ کرکے اٹھا کھڑا کرے گا۔

اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اگر کسی کا روز آخرت پر ایمان نہیں تو پھر کسی بھی چیز پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر اذان واقامت اور تشہد میں شہادت ثالثہ کہے بغیر شہادت ثالثہ پر ایمان ثابت نہیں ہوتا تو روز آخرت جیسے اہم عقیدے کے اذان واقامت اور تشہد میں کہے بغیر روز آخرت پر ایمان کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔

مذہب شیخیہ کے مبلغین جو اذان واقامت اور تشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے پر بہت زور دیتے ہیں اُن کا روز آخرت کا اذان واقامت اور تشہد میں اقرار نہ کرنا یعنی ''اشھد ان الساعۃ آتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور'' نہ کہنا یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ کہ مذہب شیخیہ کے مبلغین شہادت ثالثہ کے بیان میں شیعوں کی حضرت علی سے محبت کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور اُن کو بے وقوف بنا کر اُن کی نمازیں باطل کراتے ہیں

اگر ان کے نزدیک اذان واقامت اور تشہد ہی عقیدے کے اظہار کا اصل مقام ہیں تو ان کو چاہیے تھا کہ قبر میں مردے کا کندھا ہلا کر یہ پڑھانے کی بجائے کہ "اشھد ان الساعة آتیة لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور" ان سے زندگی میں اذان واقامت اور تشہد میں اس کا اقرار کراتے۔ قبر میں لٹا کر کندھا ہلا ہلا کر کہتے ہیں: "افھمت یا فلاں" اے فلاں کیا تو سمجھ گیا۔ وہ کیا خاک سمجھے گا جب اس نے زندگی میں اس کا اقرار ہی نہیں کیا؟ ہاں ! اگر وہ سچا مسلمان ہے اور سچا شیعہ ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے اشھد ان محمدا رسول اللہ کے اقرار میں۔ تمام ملائکہ پر ایمان شامل ہے۔ تمام کتابوں پر ایمان شامل ہے۔ تمام انبیاء ورسل اور ہادیان دین پر ایمان شامل ہے۔ تو اسی سے روز آخرت پر ایمان کا اقرار بھی ہو گیا ہے اور پیغمبر کے بارہ جانشینوں یعنی آئمہ اثناء عشر کا بھی اقرار ہو گیا ہے۔

اور خدا نے جو اذان واقامت میں صرف اشھد ان محمدا رسول اللہ نازل کیا ہے اور تشہد میں جو اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھنے کی تعلیم دی ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ سب گواہیاں اس میں آ گئی ہیں اور تشہد میں بھی رسالت کی گواہی میں یہ سب گواہیاں موجود ہیں بشرطیکہ وہ اشھد ان محمدا رسول اللہ کہنے میں سچا ہو ورنہ تو وہ سورہ منافقین کی پہلی آیت کا مصداق ہے۔ وما علینا الا البلاغ

مؤلف کی تالیفات ایک نظر میں

#	نام کتاب			
1	نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوع نبی وامام		مطبوعہ	موجود ہے
2	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون		مطبوعہ	موجود ہے
3	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعۃ والشیخیہ		مطبوعہ	موجود ہے
4	خلافت قرآن کی نظر میں		مطبوعہ	موجود ہے
5	ولایت قرآن کی نظر میں		مطبوعہ	موجود ہے
6	امامت قرآن کی نظر میں		مطبوعہ	موجود ہے
7	حکومت الٰہیہ اور دنیاوی حکومتیں		مطبوعہ	موجود ہے
8	فلسفہ تخلیق کائنات درنظر قرآن		مطبوعہ	موجود ہے
9	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے		مطبوعہ	موجود ہے
10	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟		مطبوعہ	موجود ہے
11	بشریت انبیاء ورسل کی بحث		مطبوعہ	موجود ہے
12	تحفہ اشرفیہ بجواب تحفہ حسینیہ		مطبوعہ	موجود ہے
13	آیت سخرہ قران کا درس توحید		مطبوعہ	موجود ہے
14	معجزہ اور ولایت تکوینی کی بحث		مطبوعہ	موجود ہے
15	شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے		مطبوعہ	موجود ہے
16	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں		مطبوعہ	ختم شد
17	ترجمہ تنبہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام		مطبوعہ	ختم شد
18	شیعہ جنت میں جائینگے مگر کونسے شیعہ		مطبوعہ	ختم شد
19	شیعہ علماء سے چند سوال		مطبوعہ	ختم شد
20	تبصرۃ الھموم علی اصلاح الرسوم وایضاح الھموم		مطبوعہ	ختم شد
21	سوچئیے کل کیلئے کیا بھیجا ہے		مطبوعہ	ختم شد
22	شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ		غیر مطبوعہ	کمپوز ہوگئی
23	شیعہ عقائد کا خلاصہ اور انکا فلاسفہ وصوفیہ وشیخیہ کے عقائد سے مقابلہ		غیر مطبوعہ	کمپوز ہوگئی
24	اسلام پر سیاست وفلسفہ وتصوف کے اثرات		غیر مطبوعہ	قلمی
25	عظمت ناموس رسالت		غیر مطبوعہ	قلمی
26	عظمت ناموس صحابہؓ		غیر مطبوعہ	قلمی
27	الشیخیہ الاحقاقیہ ھم المفوضۃ المشرکون	فارسی	غیر مطبوعہ	قلمی